

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

حتم نبوت

ہفت روزہ

INTERNATIONAL KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI
URDU WEEKLY PAKISTAN

استقبال
رمضان

شماره: ۱۳۰

۱۷ تا ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ مطابق یکم تا ۷ اپریل ۲۰۲۱ء

جلد: ۴۰

ایک
قابل غور
پہلو

رمضان کا اپنی

اپریل فول

شرعی چینے

اسلام میں نکاح کا
مربوط اور
جامع نظام

Website: <http://www.khatm-e-nubuwwat.info>
<http://www.khatm-e-nubuwwat.com>

Website: <http://www.khatm-e-nubuwwat.org>
Email: editorkn@yahoo.com



اسکے مسائل

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

عورتوں کے لئے نماز تراویح

س:..... کیا عورتوں کے ذمہ بھی تراویح پڑھنا ضروری ہے؟ اور کیا پوری ۲۰ رکعات تراویح پڑھنی ہوں گی؟ اور کیا مسجد میں پڑھنا بہتر ہے یا گھر میں؟

ج:..... تراویح کی نماز جس طرح مردوں کے لئے ضروری ہے، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے کیونکہ تراویح سنت مؤکدہ ہے اور اسے بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے۔ عورتوں کے لئے بھی ۲۰ رکعات تراویح پڑھنا ہی ضروری ہے، اس لئے کہ ۲۰ رکعات تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ عورتوں کے ذمہ چونکہ جماعت واجب نہیں ہے، اس لئے تراویح گھر میں پڑھنا ہی افضل ہے۔ ہاں! اگر گھر کے قریب ہی مسجد میں عورتوں کے لئے پردہ کے ساتھ انتظام ہو تو تراویح کے لئے باپردہ جانا جائز ہے، لیکن گھر میں انفرادی طور پر پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

بیس رکعات تراویح کا ثبوت

س:..... بیس رکعات تراویح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں شروع ہوئی، کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے کہ آپ نے ۲۰ رکعات تراویح پڑھی؟ کیا یہ کسی حدیث سے ثابت ہے؟

ج:..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیس رکعات تراویح ادا فرمایا کرتے تھے:

”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انه صلی

اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرين

رکعة والوتر. اخرجه عبدالحمید فی مسنده
والبغوی فی معجمه والطبرانی فی الکبیر والبیہقی
فی سننہ۔“ (اوجز المسالک، ص: ۳۹۸، ج: ۲)

اور خلفائے راشدین حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبارک زمانوں میں مسجد نبوی میں بیس
رکعات تراویح پڑھی گئی:

”اخرجه البیہقی باسناد صحیح عن السائب

بن یزید قال کانوا یقولون علی عہد عمر رضی

اللہ عنہ بعشرين رکعة وعلی عہد عثمان رضی

اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ مثله۔“

(اوجز المسالک، ص: ۳۹۷، ج: ۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے والا صحابہ کرام کی
جماعت سے زیادہ اور کون ہو سکتا ہے؟ اسی لئے یہ بات ناممکن ہے کہ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت آٹھ تراویح کی ہو لیکن صحابہ کرام بیس رکعات
علی الاعلان مسجد نبوی میں پڑھنے کا معمول بنالیں اور کئی سالوں تک زمانہ
خلافت راشدہ میں یہ عمل باقی رہے اور پھر پوری دنیا میں یہ سنت پھیل جائے:

”كما قال البیہقی ثم استقر الامر علی العشرين

فانه المتوارث، قال ملا علی القاری فی شرح النقایة

فصار اجماعاً، قال فی البحر وعلیه عمل الناس شرقاً و

غرباً۔“ (کذافی فتح الملہم، ص: ۳۲۰، ج: ۲) واللہ اعلم بالصواب۔



مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

شماره: ۱۳۰

جلد: ۴۰

۷ تا ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ اپریل ۲۰۲۱ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھری
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیات
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھری
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسنی
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار لدھیانوی
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوری

اس شمارے میں!

۴	محمد اعجاز مصطفیٰ	استقبالِ رمضان
۶	مولانا محمد ابوبکر شیخو پوری	اسلام میں نکاح کا مربوط اور جامع نظام
۹	ڈاکٹر محمد نجیب سنبھلی	اپریل فول کی شرعی حیثیت
۱۱	مولانا ندیم الواجدی	رمضان کا مہینہ.... ایک قابل غور پہلو
۱۳	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی	روزہ کیا ہے؟
۱۵	مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ	سیدنا صدیق اکبرؓ اور واقعہ ہجرت (۷)
۱۹	مولانا محمد قاسم	مولانا جلال پوری شہید کی ختم نبوت کیلئے خدمات (۴)
۲۳	مولانا غلام رسول دین پوری	الاربعین فی خاتم النبیین ﷺ (۳)
۲۵	ادارہ	مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار
۲۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	قاری عبدالرحمنؒ کھر وڑیکا کی وفات

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرپرست پبلسٹی

محمد انور رانا

ترجمین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

لندن آفس:

35, Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضور باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan
Ph: 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷-۳۲۷۸۰۳۳۰ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۳۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road Karachi
Ph: 32780337, Fax: 32780340

استقبالِ رمضان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

ماہِ رمضان کی آمد آمد ہے۔ حدیث شریف میں اس ماہ کو اللہ تعالیٰ کا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح دنیا میں کسی خوشی کے موقع پر جشن کا سماں ہوتا ہے، اس کے لئے تیاریاں کی جاتی ہیں، سجاوٹ کی جاتی ہے، ہر جانب ایک رونق اور خوشی کا ماحول ہوتا ہے، اسی طرح ماہِ رمضان کی آمد پر اللہ تعالیٰ جنت سجانے کا حکم دیتے ہیں، اس ماہ میں جنت کے دروازے کھلے رکھنے اور جہنم کے دروازے بند رکھے جانے کا حکم ہوتا ہے، شیاطین قید کئے جاتے ہیں، گناہگار مسلمان جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں، اس ماہ مبارک کے ہر شب و روز میں رحمتوں و برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں روزہ جیسی عبادت کو مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور اس کا نتیجہ ”تقویٰ“ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ (البقرہ: ۱۸۳)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! فرض کیا گیا ہے تم پر روزہ رکھنا جس طرح فرض کیا گیا تھا تم سے پہلے لوگوں پر تا کہ تم پر ہیبت کا اثر ہو جاوے۔“

معلوم ہوا کہ روزہ کی عبادت فرض ہے، اس کا جان بوجھ کر چھوڑنا جائز نہیں، اگر کسی عذر کی بنا پر چھوٹ جائے تو اس کی قضا لازم ہے، اگر قضا کئے بغیر فوت ہو جائے تو مرنے سے پہلے اس کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا ضروری ہے، ورنہ گناہ گار ہوگا۔ ایک حدیث نبوی میں ارشاد گرامی ہے: ”جس شخص نے بغیر عذر اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا اگر اس کی تلافی کے لئے ساری عمر روزے رکھتا رہے تو وہ اس کی تلافی نہیں کر سکتا۔“

مطلب یہ کہ بعد میں قضا کر لینے سے اگرچہ فرض تو ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، لیکن رمضان کے مبارک مہینہ کی برکتوں اور فضیلتوں سے جو اسے محرومی ہوگئی وہ اب عمر بھر بھی اسے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ رمضان المبارک کے روزہ کی کس قدر اہمیت ہے! محض بھوک، پیاس، گرمی یا معمولی طبیعت کی خرابی کو بہانہ بنا کر روزہ چھوڑنے والے جان لیں کہ وہ خود کو محرومی و خسران کی کس پاتال میں گرا رہے ہیں، الامان والحفظ۔

روزہ کا مقصد، نتیجہ اور حاصل تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔ ہر مسلمان کا مقصد زندگی اپنے رب کی رضا و رضوان ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انسان کتنا مساعی و کوششیں کرتا ہے، ریاضتوں اور مجاہدوں کی بھٹی سے گزرتا ہے! اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے سال میں یہ مہینہ عطا فرما دیا ہے۔ اس ماہ میں دن کو روزہ رکھ کر، بھوک، پیاس، برداشت کر کے اپنے نفس کو مارنا، رات میں تراویح کی عبادت ادا کر کے بدن کی رحمت و آرام میں کمی کرنا، تلاوت، ذکر، درود شریف، دعائیں، تہجد، نوافل وغیرہ عبادات میں مشغول رہ کر اپنے رب سے لو لگانا، یہ سب تقویٰ کے حصول کے آسان ذرائع ہیں۔ اسی طرح جھوٹ، غیبت، جغلی، فحش گوئی، گالم گلوچ، لڑائی جھگڑے وغیرہ معاصی سے بچنا بھی ضروری ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنے اور گناہوں کو نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کوئی پروا نہیں۔“ اور فرمایا: ”کتنے روزہ دار ایسے ہیں جن کے روزہ کا حاصل بھوک پیاس کی مصیبت جھیلنے کے سوا اور کچھ نہیں اور کتنے ہی راتوں کو نماز پڑھنے والے ہیں جن کی نمازوں کا حاصل بجز

مفت جاگنے کے کچھ نہیں۔“ یعنی جب روزہ رکھنے اور ترویج پڑھنے کے باوجود گناہ نہ چھوڑے تو کیا حاصل رہا؟ اللہ ”نیکی برباد گناہ لازم“ والی بات ہوگی۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا گیا ہے: ”روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے اور بچنے کا نام نہیں، روزہ تو حقیقت میں صرف بے ہودہ اور بے حیائی کی باتوں سے رکنے اور بچنے کا نام ہے۔ پس اگر کوئی تمہیں گالی دے یا تمہارے ساتھ بدتمیزی کرے تو تم کہہ دو کہ بھائی! میرا روزہ ہے۔“ بعضے لوگ جو روزہ رکھ کر پورا وقت ٹی وی، فلموں، ڈراموں کے دیکھنے میں صرف کرتے ہیں یا لہو و لعب اور فضول کھیل تماشوں سے دل لگاتے ہیں، انہیں سوچنا چاہئے کہ ان کے ہاتھ کیا آ رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں، آمین۔

غرض یہ کہ مندرجہ بالا معاصی و گناہوں سے بچنا صرف رمضان ہی نہیں بلکہ ہمیشہ ضروری ہے، لیکن رمضان المبارک کے مہینہ میں اگر انسان ان گناہوں سے بچنے اور نیکی کی راہ پر چلنے کی عادت ڈال لے اور پورا مہینہ اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ پورا سال بھی اسے ان سب کی توفیق مرحمت فرماتے رہتے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہئے کہ رمضان تربیت کا مہینہ ہے، اس ماہ میں جو تربیت ہو جائے گی وہ پورے سال کام آئے گی اور اس ماہ میں بھی اگر معمولات زندگی پہلے کی طرح رہے تو آئندہ کے لئے بھی توفیق سلب ہو جائے گی، العیاذ باللہ! چنانچہ اہل اللہ اور حضرات عارفین نے لکھا ہے کہ جس کا رمضان اچھا گزرتا ہے، اس کی پوری زندگی اچھی گزر جاتی ہے اور جس کا رمضان قیمتی نہ بن سکے تو اس کی بقیہ حیات بھی ایسے ہی پرانگندہ رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمادیں، آمین۔

اس ماہ میں اپنے کردار کو سنوارنے، گناہوں سے بچنے، نیکیوں کو اپنانے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے معاشرہ میں مواسات اور عنخواری کو عام کریں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ منقول ہے، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”یہ مہینہ مسلمانوں خصوصاً فقراء کے ساتھ مواسات و ہمدردی اور عنخواری کرنے کا مہینہ ہے۔“ اس فرمان مبارک کی روشنی میں ہونا یہ چاہئے کہ ہم اپنے معاشرہ کے کمزور و تنگ دست افراد کا خیال رکھیں۔ ملازموں اور خادموں کے کام میں تخفیف کرنی چاہئے۔ حکومت وقت مہنگائی پر قابو پا کر اشیائے ضروری کو سستا کرے تاکہ ہر کسی کی پہنچ سے باہر نہ ہوں۔ دکاندار اور تاجر اپنا سودا سستے داموں فروخت کریں، عوام کو رعایت دیں، مگر ہوتا اس کے برعکس ہے کہ رمضان قریب آتے ہی مہنگائی کا جن اپنی بوتل سے باہر آ جاتا ہے، ضرورت کی اشیاء بھی عوام کی دسترس سے دور ہو جاتی ہیں، رمضان سے پہلے سستی ملنے والی چیز رمضان میں مہنگے داموں فروخت ہونے لگتی ہیں، دکاندار اور تاجر اپنا رونا روتے ہیں اور حکومت وقت عوام کو سہولت فراہم کرنے کی بجائے پچھلوں پر اس مہنگائی کی ذمہ داری عائد کر کے گویا بری الذمہ ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ اس ماہ مبارک میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، اگر عوام کے لئے مہنگائی کم کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے مال میں بھی برکت دیں گے۔ اس موقع پر ہم عوام سے بھی گزارش کریں گے کہ اپنی خواہشات کو محدود کر کے رمضان میں صبر سے کام لینا سیکھیں۔ ضروری تو نہیں ہے کہ اگر کوئی شے مہنگی ہوگئی ہے تو بھی اس کا خریدنا لازمی ہو۔ اگر ہمارے عوام مہنگے داموں اشیاء خریدنا چھوڑ دیں، ان کا بائیکاٹ کر دیں اور صبر و شکر کا مظاہرہ کریں تو ان شاء اللہ! مہنگائی خود بخود کم ہو جائے گی۔

ماہ رمضان میں ہماری مائیں بہنیں جس گرمی و مشقت کو برداشت کر کے سحری و افطاری تیار کرتی ہیں، یہ انہی کی ہمت ہے۔ اس کا اجر انہیں اللہ تعالیٰ ہی دیں گے اور بے شک اللہ اجر دینے میں کمی نہیں کرتے۔ بسا اوقات سحر و افطار کی تیاری کے باعث گھر کی خواتین کو عبادت کے مواقع کم ملتے ہیں، خصوصاً سحر و افطار کے خاص اوقات میں بالکل فرصت نہیں ہوتی، حالانکہ یہ قبولیت دعا کے اوقات ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اول تو اپنے کاموں کا نظم ایسا بنالیں کہ سحر کا وقت ختم ہونے اور افطار شروع ہونے سے کم از کم آدھ گھنٹہ قبل ہر کام سے فارغ ہو کر عبادت کے لئے یکسو ہو سکیں اور دوم یہ کہ اگر اس کے باوجود وقت نہ ملنے کی شکایت ہو تو پریشان نہ ہوں، بلکہ اپنے گھرانے کی اس خدمت کے عوض اللہ تعالیٰ سے امید رکھیں کہ وہ آپ کو انہی کے برابر اجر عطا فرمائیں گے، بے شک اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں۔

اسلام میں نکاح کا مربوط اور جامع نظام

مولانا محمد ابو بکر شیخوپوری

ذات کی حد تک نہیں، بلکہ اسے اپنے سے پیشتر تمام انبیاء کرام کی مشترکہ سنت قرار دیا، چنانچہ ترمذی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اربع من سنن الانبياء الحياء والتعطر والسواك والنكاح.“ ”چار چیزیں انبیاء کرام کی (منفقہ) سننیں ہیں، حیا اور خوشبو اور مسواک اور نکاح۔“

اسلام اور رہبانیت:

مذہب عیسائیت میں رہبانیت کا تصور پایا جاتا ہے جو قرآنی بیان و رہبانیتے ابتدواہا کی رو سے خدائی پابندی کے بغیر ان کا اپنا ایجاد کردہ نظریہ ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عیسائی نکاح کو عبادت میں نخل سمجھتے ہیں، اس لئے ان کا ایک بڑا طبقہ نکاح کے عمل سے کنارہ کش ہو کر جنگلوں، غاروں اور خلوت گاہوں کا رخ کر لیتا ہے اور تمام زندگی وہیں گزار دیتا ہے، جبکہ اسلام جیسے عالمگیر اور آفاقی مذہب میں رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے: ”لا دهبانية فى الاسلام“ ”اسلام میں رہبانیت نہیں ہے“، بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے تو نکاح عبادت میں معین و مددگار ثابت ہوتا ہے کیونکہ حدیث کی روشنی میں نکاح انسان کی فرج اور قلب و نظر کا محافظ ہے اور جس قدر دل اور نگاہ پاک ہوں گے اسی قدر حق تعالیٰ کی معرفت کا عکس

جس خوبصورت لڑی میں پرویا ہے ان میں سب سے اہم رشتہ عقد نکاح کے ذریعہ زوجین میں ملنے والی نسبت ہے، یہی وہ ناتہ ہے جو ابتدائے آفرینش میں سب سے پہلے وجود میں آنے والا اور فنائے عالم کے بعد بہشت بریں میں سدا قائم رہنے والا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں اس رشتے کو نسبی رشتے کے ساتھ مقام نعمت میں ذکر فرمایا ہے، چنانچہ سورۃ الفرقان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وهو الذى خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا“ ... ”اور وہ (اللہ) ایسی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا۔“ نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرغوب چیزوں میں سے ہے، ایک طویل حدیث میں ارشاد نبوی ہے: ”حبب الی من دنیاکم ثلاث: الطيب والنساء وجعلت قرة عینی فى الصلوة“ ... ”تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے مجھے تین چیزیں محبوب ہیں، خوشبو اور عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے“ اپنی اس پسندیدہ چیز کو عملاً اختیار کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ عورتوں سے شادی فرمائی، جس سے نکاح کی اہمیت واضح کرنے کے ساتھ ساتھ امت کو ازدواجی زندگی کے زریں اصول بھی فراہم کئے۔ پھر صرف اپنی

نکاح نسل انسانی کی بقا کا ذریعہ اور خواہش نفسانی کی تکمیل کا مہذب طریقہ ہے۔ مذہب اسلام میں اسے عبادت کا درجہ حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ اسے مسجد کے نورانی اور پاکیزہ ماحول میں منعقد کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اعلنوا هذه النكاح واجعلوه فى المساجد ”نکاح اعلانیہ طور پر کرو اور مسجد میں اس کا اہتمام کرو۔“ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل المساجد یعنی مسجد حرام میں حرم کعبہ کے سائے اور لبیک اللهم لبیک کی روح پرورد صداؤں میں حضرت میمونہؓ سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے تھے۔ نیز اس پدمسرت موقع پر خطبہ مسنونہ کے ذریعے خدا اور اس کے رسول کی حمد و ثنا اور قول سدید اور تقویٰ و رع کی نصیحت نکاح کے مذہبی تشخص کو اجاگر کرتی اور اس کے عبودیت کے پہلو کو عیاں کرتی ہے۔ اس کے برعکس کفار کے ہاں نکاح محض نفس رانی اور خواہش پرستی کا نام ہے اس لئے وہ بازاروں، سینما گھروں، قس و سرود کی محفلوں اور معصیت کے متعفن زدہ ماحول میں اس کی تقریب کا انتظام کرتے ہیں۔

نکاح کی اہمیت:

اللہ رب العزت نے انسان کو رشتوں کی

اور خواجواہ کے تکلفات سے دور رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ شعب الایمان میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ان اعظم النکاح بركة ایسرہ مؤنة ”سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے، جس میں کم تکلف ہو۔“ بد قسمتی سے سادگی اور بے تکلفی کی اس اہم دینی ہدایت کو ہمارے مسلم معاشرے میں یکسر نظر انداز کر کے اس طبعی اور فطری عمل کو مشکل سے مشکل تر بنا دیا گیا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں دس صدیوں پر محیط اسلامی سلطنت میں چونکہ ہندو بھی بطور اقلیت کے مسلمانوں کے ساتھ رہے، پھر اسلامی حکومت کے زوال کے بعد سلطنت برطانیہ میں بھی دونوں قومیں ایک ساتھ رہیں، اس لئے ہندوؤں کی بہت سی رسومات اور خرافات مسلم سماج کا حصہ بن گئیں جو تقسیم ہند کے تہتر سال بعد بھی بدستور رائج ہیں جن پر عمل کرنا فرض اور واجب عمل کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس موقع پر رسم حناء، نیوتہ، جہیز اور بیسیوں قسم کی غیر عقلی اور غیر شرعی رسومات ادا کی جاتی ہیں جن کے بغیر نکاح کی تقریب کو نامکمل متصور کیا جاتا ہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان رسومات کا نقصان یہ ہے کہ ان کی ادائیگی کے لئے مطلوب رقم نہ ہونے کی وجہ سے قوم کی لاکھوں بچیاں نکاح کی عمر سے متجاوز ہو جاتی ہیں اور شوہر کی صورت میں ایک محفوظ سائبان سے محروم رہ جاتی ہیں، ان کے بے بس والدین کی راتیں زندگی میں بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے رخصت کرنے کا خواب سراب بنتے دیکھ کر دکھ اور کرب میں گزرتی ہیں، مستعار رقم سے ان رسومات کی ادائیگی کر کے بیٹیاں بیاہ دیں

رشتہ نزاکت اور لطافت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ سنجیدگی، مذاق، غصے، پیار، اجبار اور اختیار میں ایک لفظ قبول سے یہ قائم ہو جاتا ہے اور ان تمام صورتوں میں ایک لفظ طلاق یا اس کے ہم معنی کنائی لفظ سے برسہا برس پر محیط تعلق پاش پاش ہو جاتا ہے۔ ایک لحظے میں اپنائیت سے اجنبیت اور اجنبیت سے اپنائیت کا طویل سفر طے کرنے میں اس کا کوئی بدل نہیں۔ لہذا کسی لمحہ بھی اس کے نزاکتی پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے ورنہ آتش غضب میں مشتعل ہو کر کیا گیا کوئی بھی جذباتی فیصلہ ہنتے بستے گھر کو ویران کر کے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی زندگی کو حسرت و ندامت کے اس تاریک غار میں دھکیل سکتا ہے۔ جہاں سے واپسی کا سفر ناممکن ہو جاتا ہے۔ قرآنی فیصلے الذی بیدہ عقدۃ النکاح کے مطابق اس رشتے کے قیام اور انہدام کی ڈوری مرد کے ہاتھ میں پکڑائی گئی ہے، اس اختیار کا ناجائز اور بے موقع استعمال کر کے اپنی عزت تک قربان کر دینے والی اور خاوند کی دلجوئی کے لئے ہر جتن کر دینے والی رفیقہ حیات کے ساتھ یہ نازیبا سلوک شرعاً اور عقلاً کسی طرح بھی درست نہیں، چنانچہ سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابغض الحلال الی اللہ تعالیٰ الطلاق ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ مبعوض چیز طلاق ہے۔“

نکاح چونکہ ہر امیر و غریب اور مرد و زن کی یکساں بشری ضرورت ہے، اس لئے شریعت اسلامیہ نے اس کو سادگی کے ساتھ منعقد کرنے

اس میں شفاف ہوگا، پھر جتنی زیادہ معرفت حاصل ہوگی اتنا عبادت کی طرف میلان اور رجحان زیادہ ہوگا۔ صحیحین میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ تین آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے آئے، جب انہوں نے آپ کی کثرت عبادت کے بارے میں سنا تو اپنی عبادت کو کم خیال کرنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں تمام عمر شب بیدار رہوں گا، دوسرے نے کہا: میں ساری زندگی روزے رکھوں گا اور کبھی افطار نہیں کروں گا، تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے جدا رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ اس دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور ان سے فرمایا: ”اما واللہ انی احشاکم للہ واتقاکم لہ لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی“ ”اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں، لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ لہذا جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔“ اس سے منشاء نبوت یہ تھا کہ انسان ان بشری تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ بھی عبادت کا فریضہ بخوبی اور بکثرت سرانجام دے سکتا ہے، اس کے لئے طبعی حوائج کے ترک کی ضرورت نہیں۔

رشتہ ازدواج کی نزاکت:

اپنی مسلمہ افادیت کے ساتھ ساتھ یہ اہم

کے نام سے اس کتاب کی شرح تحریر کی۔ والد نے اپنی بیٹی کی شرط کے مطابق اپنے اسی شاگرد کے ساتھ باوجود ان کے مفلس اور غریب ہونے کے نکاح کر کے رخصت کر دیا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مالی وسعت بھی عطا فرمائی اور ایسا علمی فضل و کمال عطا فرمایا کہ ان کی تصدیق کے بغیر سمرقند میں کوئی فتویٰ معتبر نہیں مانا جاتا تھا۔

☆☆.....☆☆

نام فاطمہ تھا جو علم و فضل میں اپنے والد کی طرح تھی، موصوفہ کی علمی شہرت کی وجہ سے روم اور عرب کے بہت سے مسلم سلاطین و حکام کی جانب سے انہیں نکاح کی پیشکش کی گئی، لیکن فاطمہ کی ایک ہی شرط تھی کہ میں اس شخص سے نکاح کروں گی جو میرے والد قابل قدر کی کتاب ”تحفۃ الفقہاء“ کی شرح لکھے گا۔ شیخ محمد بن احمد سمرقندی کے مایہ ناز شاگرد علاء الدین کاسائی نے ”بدائع الصنائع“

تو تمام عمر قرض کے منڈلاتے سائے ان کی زندگی اجیرن کئے رکھتے ہیں۔ اس تشویشناک صورتحال میں ان رسومات کے انسداد اور سد باب کے لئے معاشرے کے بااثر اور سرکردہ افراد کو موثر آواز بلند کرنی چاہئے اور انسانی حقوق کی قومی اور بین الاقوامی تنظیموں اور ارباب حل و عقد کو سنجیدگی سے قانونی جدوجہد کرنی چاہئے۔

رفیقہ حیات کی تلاش:

حکیم ارشاد الحق ﷺ بہاؤ پور

حکیم ارشاد الحق ہمارے حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد نور اللہ مرتدہ کے مسرت شدین اور تحریک ختم نبوت کے خدام و مداحین میں سے تھے۔ اللہ پاک نے انہیں بھرپور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاؤ پور میں مبلغ رہا، ان کا تعاون بھرپور رہا۔ دفتر جب شہر سے ماڈل ٹاؤن بی منتقل ہوا تو سوئی گیس کے میٹر سے متعلق ان کی خدمت میں درخواست کی تو انہوں نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے ہفتہ دس دن میں میٹر لگوا دیا۔ اس دور میں ان کے مطب پر ہفت روزہ ختم نبوت کافی تعداد میں آتا تھا۔ مطب پر آنے والے مریض اور ان کے لواحقین باری کے انتظار میں بیٹھتے تو ہفت روزہ ختم نبوت کا مطالعہ کرتے رہتے۔ یہ ایک گونہ ختم نبوت کی تبلیغ تھی۔ انہوں نے اپنے مطب میں حفظ قرآن کی کلاس جاری کی۔ ماڈل ٹاؤن بی میں جنازہ گاہ نہ تھی تو ان کی مساعی جیلہ سے جنازہ گاہ تعمیر ہوئی اور انہوں نے جنازہ گاہ میں حفظ قرآن کی کلاسیں بھی شروع کیں، لیکن بلدیہ اور کارپوریشن نے انہیں نہ چلنے دیا۔ جب بھی ملاقات ہوئی بھائی جان کہہ کر بلاتے۔ حضرت الامیر نور اللہ مرتدہ جب بہاؤ پور تشریف لاتے تو اصرار و تکرار کے ساتھ ایک وقت کا کھانا لینے میں کامیاب ہو جاتے۔ کچھ عرصہ پہلے دعوت و تبلیغ کی تحریک کے ساتھ تعلق شروع ہوا تو وہ بڑھتا گیا اور حکیم صاحب فانی التبتلیغ ہو گئے۔ سالانہ چلہ، ماہانہ سہ روزہ، گشت، تعلیم کی برکت سے نماز باجماعت کا اہتمام اگرچہ پہلے بھی تھا لیکن زیادہ ہو گیا۔ ماڈل ٹاؤن بی بہاؤ پور کی مدینہ مسجد کسی زمانہ میں تبلیغی مرکز تھا۔ موصوف اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے مدینہ مسجد کی انتظامیہ میں آگئے کچھ عرصہ سے علیٰ چلے آ رہے تھے۔ راقم دو تین مرتبہ بہاؤ پور گیا۔ ملاقات کی خواہش کا دوستوں سے اظہار کیا تو انہوں نے علالت کی خبر سنائی۔ ۱۹ فروری ۲۰۲۱ء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاؤ پور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ نے شام کو ان کی وفات کی خبر سنائی اور راقم لاہور میں تھا اور پہلے سے پروگرام طے تھا۔ جنازہ میں شرکت نہ ہو سکی۔ ۲۰ فروری ۶ بجے صبح ان کی نماز جنازہ ہوئی۔ مدینہ مسجد کے متصل پارک میں خانقاہ سراجیہ کنڈیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کی امامت میں ہزاروں مسلمانوں نے جنازہ میں شرکت کی اور انہیں قریبی قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ مرحوم ستر، اسی کے درمیان ہوں گے، ان کی وفات سے اہلیان بہاؤ پور ایک ماہر معالج کے وجود سے محروم ہو گئے۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، انہوں نے پسماندگان میں تین بیٹے جو طیب ہیں اور بیٹیاں چھوڑیں۔

نکاح کے سلسلہ کی اہم ترین کڑی شریک حیات کی تلاش ہے۔ اس حوالے سے شریعت کی تعلیم یہ کہ عورت کے حسب و نسب، مال و زور اور حسن و جمال سے زیادہ اس کی دینداری کے پہلو کو دیکھا جائے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان منقول ہے:

تنکح المرأة لاربعة خصال: لما لها ولحسبها ولجمالها ولدینها فاطفر بذات الدین تربت یداک ”چار خصلتوں کی وجہ سے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے اور اس کے حسب کی وجہ سے اور اس کے جمال کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے، لہذا تو دین والی کو اختیار کر (پھر بطور تکیہ کلام کے فرمایا) تیرے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں۔“ اس میں حکمت یہ ہے کہ ماں کی گود اولاد کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے، جب عورت نیک ہوگی تو اس کی پارسائی اولاد کی تربیت پر اثر انداز ہوگی پھر یہ اولاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان او ولد صالح یدعولہ کی روشنی میں صدقہ جاریہ بن کر والدین کے لئے نجات کا سبب ہوگی۔ اس سلسلہ میں ایک دلچسپ حکایت اہل علم میں مشہور ہے۔ معروف حنفی فقیہ شیخ محمد بن احمد سمرقندی کی صاحبزادی کا

اپریل فول کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

نے سورة الاحزاب آیت ۷۰-۷۱ میں ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سچی بات کہا کرو۔ جھوٹ بولنے والوں کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت وعیدیں ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سچائی کو لازم پکڑو، کیونکہ سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور آدمی یکساں طور پر سچ کہتا ہے اور سچائی کی کوشش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کا نام بچوں میں لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچے رہو، اس لئے کہ جھوٹ گناہ اور فجور ہے اور فجور دوزخ کی راہ بتاتا ہے، اور آدمی مسلسل جھوٹ بولتا ہے اور اسی کی جستجو میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا شمار جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔“ (مسلم)

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

مغربی تہذیب کی بے ہودہ رسومات میں سے ایک رسم اور روایت اپریل فول (April Fool) منانا ہے۔ اس کی ابتدا اگرچہ یورپ سے ہوئی لیکن اب پوری دنیا میں یکم اپریل کو جھوٹ بول کر لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے اور لوگوں خاص کر بوڑھوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے، غرضیکہ جھوٹ بول کر لوگوں کو بے وقوف بنانے کا یہ تہوار ہے۔ امن و سلامتی کا علم بردار مذہب اسلام ہمیشہ ایسی برائیوں سے معاشرہ کو روکنے کی تعلیم دیتا ہے جو معاشرہ کے لئے ناسور ہوں۔ قرآن و حدیث میں بار بار سچ بولنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں معاشرہ کی مہلک بیماری جھوٹ سے بچنے کی نہ صرف تعلیم دی گئی بلکہ جھوٹ بولنے کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے، ان کے لئے جہنم تیار کی ہے جو بدترین ٹھکانا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ

اس وقت پوری دنیا کے لوگ کورونا وائرس سے بچنے کے لئے دعاؤں کے ساتھ دعاؤں یا کم از کم احتیاطی تدابیر اختیار کر رہے ہیں، اور اپنے گھروں میں رہنے میں عافیت سمجھ رہے ہیں۔ عموماً لوگ اپنے گھروں میں رہ کر سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ دنیا کے احوال و کوائف سے آگاہ ہو رہے ہیں۔ مگر کچھ لوگ سوشل میڈیا کو غلط افواہیں پھیلانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ کسی بھی پیغام کو فارورڈ کرنے کا سلسلہ بڑی تیزی سے جاری ہے، چاہے ہم اس پیغام کو پڑھنے کی تکلیف گوارا کریں یا نہیں، اور اسی طرح اس کی تحقیق کرنے کی ضرورت بھی سمجھیں یا نہیں کہ پیغام صحیح معلومات پر مشتمل ہے یا جھوٹ کے پلندوں پر۔ البتہ اس کو فارورڈ کرنے میں انتہائی عجلت سے کام لیا جاتا ہے۔ جبکہ پیغام ہمارے پاس فارورڈ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اصل میں پڑھنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پہلی اپریل کو جھوٹ بول کر لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے، دنیا کے کسی بھی مذہب میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں اس موقع پر تمام حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ اللہ کے واسطے تحقیق کے بغیر کوئی پیغام دوسروں کو ہرگز فارورڈ نہ کریں اور جھوٹ بولنے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔

ESTD 1880

سومال سے زائد بہترین خدمت

ABS

**ABDULLAH
BROTHERS SONARA**

عبداللہ برادرز سوئارا

Formerly: H. Elyas Sonara

Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم (سورۃ یوسف: ۱۵) میں ہے: (اصل قصہ یہ ہے کہ) میں (حضرت زلیخا) نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور وہ (حضرت یوسف علیہ السلام) بے شک سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں بھی پوری انسانیت کو متعدد مرتبہ سچ بولنے کی تعلیم دی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔“ (سورۃ التوب: ۱۱۹)

اسی طرح فرمان الہی ہے:

”خدا فرمائے گا کہ (آج وہ دن ہے کہ سچ بولنے والوں کو ان کی سچائی ہی فائدہ دے گی۔“ (سورۃ المائدہ: ۱۱۹)

اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے والوں کی مذمت

کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

”اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو راہ نہیں دکھاتے جو فضول خرچی کرنے والے ہیں اور جھوٹے ہیں۔“ (سورۃ المؤمن: ۲۸)

چونکہ جھوٹ بولنے اور دوسروں کو بے وقوف بنانے کے نتائج سخت مہلک اور خطرناک ہیں، اور جھوٹ بولنے والے کے ساتھ ساتھ دوسرے بھی اس کے شر سے محفوظ نہیں رہتے، اس لئے ہمیں ہمیشہ جھوٹ بولنے سے بچنا چاہئے۔ اگر کسی شخص نے کبھی جھوٹ بولا ہے تو اللہ تعالیٰ سے پہلی فرصت میں معافی مانگے کیونکہ کبیرہ گناہ ہونے کی وجہ سے اس کے لئے مستقل توبہ ضروری ہے۔ اگر جھوٹ بول کر کسی شخص کو دھوکہ دیا گیا ہے تو اس کا گناہ حقوق العباد ہونے کی وجہ سے اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

☆☆.....☆☆

جاتا ہے، حالانکہ پوری کائنات کو پیدا کرنے والے نے تمسخر اور دوسروں کا مذاق اڑانے سے منع کیا ہے:

”اے ایمان والو! نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے، ہو سکتا ہے کہ جن پر ہنستے ہیں وہ ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے، ہو سکتا ہے کہ جن پر وہ ہنستی ہیں وہ ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔“

(سورۃ الحجرات: ۱۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم اپنے بھائی سے جھگڑا مت کرو اور نہ اس سے مذاق کرو اور نہ کوئی ایسا وعدہ کرو جسے تم پورا نہ کر سکو۔“ (ترمذی) یہاں ایسا مذاق مراد ہے جو دوسرے شخص کو برا لگے۔

جہاں شریعت اسلامیہ میں جھوٹ بولنے سے منع کیا گیا ہے، وہیں سچ بولنے کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے اور بار بار سچ بولنے کی تاکید کی گئی ہے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سچ بولنے کی تعلیم دی اور جھوٹ بولنے سے منع فرمایا۔ آپ ہمیشہ سچ بولتے تھے، حتیٰ کہ آپ کو نبی نہ ماننے والوں نے بھی آپ کی سچائی اور امانت داری سے متاثر ہو کر نبوت سے پہلے ہی آپ کو صادق اور امین جیسے القاب سے نوازا تھا۔ اسلام کا سب سے بڑا دشمن ابو جہل بھی تسلیم کرتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی ہمیشہ سچ بولنے کی تاکید فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمان الہی ہے:

”اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو، بے شک وہ نہایت سچے پیغمبر تھے۔“ (سورۃ مریم: ۱۲)،

فرمایا کہ کیا تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے تین زیادہ بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی انسان کو قتل کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی اس وقت آپ ٹیک لگائے تشریف فرما تھے، یہ کہہ کر آپ (سیدھے ہو کر) بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار جھوٹ بات اور جھوٹی شہادت (بھی بڑا گناہ ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملے کو اس قدر تاکید کے ساتھ فرمایا کہ ہم (دل میں) کہنے لگے کاش آپ سکوت اختیار فرمائیں۔ (بخاری و مسلم)

بعض حضرات یہ کہہ کر کیم اپریل کو جھوٹ بولتے ہیں اور دوسروں کو بے وقوف بناتے ہیں کہ وہ صرف دوسروں کو ہنسانے کی خاطر کر رہے ہیں، تو وہ حضرات اس تعلق سے اپنے نبی کا فرمان سن لیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تاہی ہے ایسے شخص کے لئے جو دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے، اس کے لئے بربادی ہے، اس کے لئے بربادی ہے۔“

(ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد)

اپریل فول میں نہ صرف جھوٹ بولا جاتا ہے بلکہ دوسروں کو دھوکہ بھی دیا جاتا ہے اور تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص ہمیں دھوکہ دے وہ مسلمان نہیں ہے۔“ (مسلم) یعنی وہ شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو دھوکہ دیتا ہو۔

اپریل فول میں دوسروں کا مذاق بھی اڑایا

رمضان کا مہینہ.... ایک قابل غور پہلو!

مولانا ندیم الواجدی

برداشت کرے، طبیعت کے تقاضے کے باوجود کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے کسی کو تکلیف پہنچے۔ کان، آنکھ، زبان تمام اعضاء کو ایسے کاموں سے روکے جن میں اگرچہ بڑا مزہ ہے، بڑی لذت ہے مگر وہ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ یہی صبر ہے اور اسی پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے، اس مہینہ کو ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ بھی قرار دیا گیا ہے اور اس میں مومن کے رزق میں برکت بھی دے دی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں مواسات کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنا اور دوسرے کی غم خواری کرنا، ہم مواسات کس طرح کریں، مذکورہ بالا حدیث میں اس کی دو مثالیں اور دو کیفیتیں بھی بیان کر دی گئی ہیں، ایک تو یہ کہ ہم خود ہی روزہ افطار نہ کریں بلکہ ہو سکے تو دوسروں کو بھی افطار کرا دیں، اس کی ہمت نہ ہو تو لسی کے چند گھونٹ ہی پلا دیں، یہ بھی ممکن نہ ہو تو پانی سے افطار کرا دیں، حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خود تو طرح طرح کی نعمتوں سے روزہ افطار کریں اور جو لوگ ضرورت مند ہیں ان کو ایک کھجور کھلا کر اور ایک گلاس پانی پلا کر یہ سوچیں کہ ہم نے روزہ افطار کرا کے بڑا ثواب کما لیا ہے۔ دوسرا سبق یہ دیا گیا ہے کہ اپنے ماتحتوں، ملازموں اور نوکروں سے عام دنوں کے مقابلہ میں کام کم لیں آخر وہ بھی روزہ سے ہیں، روزہ کی حالت میں ہمتیں جواب دے جاتی ہیں، بھوک

اللہ! ہم میں سے ہر شخص کے اندر افطار کرانے کی گنجائش نہیں ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی یہ ثواب عطا فرمائے گا جو کسی روزہ دار کو ایک کھجور، پانی کے ایک گھونٹ یا تھوڑی سی لسی سے افطار کرا دے، یہ ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ دوزخ سے نجات ہے، جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام (خادم، ملازم) کے کام میں کمی کرے گا، اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اسے دوزخ سے آزادی عطا کرے گا۔“ (البیہقی)

حدیث لمبی ہے، ہم نے یہاں مختصر نقل کی ہے، یہ ایک جامع خطبہ ہے اور اس میں گویا رمضان کی تمام خصوصیات بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اس مہینہ میں کئے جانے والے تمام اعمال کا خلاصہ آ گیا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ جہاں تک رمضان کے روزوں کی فضیلت کا معاملہ ہے ہر مسلمان اس سے اچھی طرح واقف ہے، لیکن اس حدیث میں رمضان کی کچھ اور خصوصیتوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، سب سے پہلے تو اس مہینہ کو رمضان کا مہینہ کہہ کر اس کی عبادتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ کس طرح کی عبادتوں پر کس طرح کا اجر ہے، پھر اسے ماہِ صبر قرار دیا گیا ہے، صبر صرف یہی نہیں ہے کہ انسان بھوک پیاس کے باوجود کھانے پینے سے رکا رہے، بلکہ صبر یہ بھی ہے کہ دوسروں کی اذیتوں کو خندہ پیشانی سے

رمضان کا مہینہ کس قدر بابرکت ہے، اس کا اندازہ کرنا ہو تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ ملاحظہ کیجیے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ کو ارشاد فرمایا:

”حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے اوپر ایک عظیم اور بابرکت مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے، اس مہینہ کی ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام کو نفلی عبادت قرار دیا ہے، جو شخص اس مہینہ میں نفلی عبادت کے ذریعہ تقرب الہی کا طلب گار ہوگا، اُس کو رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں کے فرض کے برابر ثواب ملے گا اور جو شخص اس مہینہ میں فرض عبادت ادا کرے گا اس کو دوسرے دنوں کی ستر فرض عبادتوں کا ثواب ملے گا، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے، یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو شخص اس مہینہ میں کسی کو روزہ افطار کرائے گا، اُس کا یہ عمل اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزے دار کے ثواب میں کمی کئے بغیر روزے دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول

اپنے حلقہ تعارف میں اور پاس پڑوس کے مکانوں میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو اپنی کم آمدنی کے باعث اس مہینہ کی ظاہری نعمتوں سے مستفید نہیں ہو سکتے، کیا یہ اچھا لگتا ہے کہ ہمارے دسترخوان پر طرح طرح کی نعمتیں سچی ہوئی ہوں اور انواع و اقسام کے کھانے رکھے ہوئے ہوں دوسری طرف ہمارے قریب کے کچھ لوگ نان جویں کو بھی محتاج ہوں یا روکھا سوکھا کھا کر پیٹ بھر رہے ہوں، عید سر پر ہے ہماری ذمہ داری ہے کہ عید کی مسرتوں میں ان لوگوں کو بھی شریک کر لیں جو اپنی تنگ دستی کے سبب اس دن بھی روز کی طرح نظر آنے والے ہیں اور رمضان کو ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ بلاوجہ قرار نہیں دیا گیا، اس میں صاحب حیثیت مسلمانوں کے لئے ایک پیغام ہے کہ ضرورت مند انسانیت کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری بھی اس ماہ مبارک کی ایسی ہی عبادت ہے جس پر ستر گنا اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ کیا ہم یہ ثواب کمانے کے لئے تیار ہیں؟ ☆☆☆

پہلو سے واقف ہی نہیں ہیں کہ یہ ہمدردی کا مہینہ ہے، ہم روزے بھی رکھتے ہیں، نمازیں بھی پڑھتے ہیں، تراویح کی نماز بھی مستعدی کے ساتھ ادا کرتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت بھی کرتے ہیں، لیکن اس مہینہ کا جو پیغام ہے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، یقیناً یہ تمام کام اجر و ثواب کے ہیں اور ایک ایک عمل پر ہمیں ستر ستر گنا ثواب ملنے والا ہے، لیکن یہ ثواب تو صرف ہمیں ملے گا ہمارے ذریعہ دوسروں کو اس ماہ مبارک میں کتنا فائدہ پہنچا، ہم نے رمضان کی مقدس ساعتوں میں کبھی اس سوال پر غور نہیں کیا؟ اس مہینہ میں اللہ کی رحمتوں کی وجہ سے اور عبادتوں کے تسلسل کے باعث ہمارے دلوں میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے، طبیعت خیر کے کاموں کی طرف مائل ہونے لگتی ہے، ہمیں اپنے دلوں کی اس نرمی اور خیر کی طرف طبیعتوں کے اس میلان سے اس ماہ مقدس میں پورا فائدہ اٹھانا چاہیے، اور فائدہ اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے ارد گرد نظر دوڑائیں ہمارے عزیز و اقارب میں،

پیاس کے احساس کے ساتھ کام سے طبیعت اُچاٹ ہو جاتی ہے، اگر ان کے ساتھ ہمدردی کی جائے اور ان کی مفوضہ ذمہ داریوں میں تخفیف کر دی جائے تو یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ مومن کے رزق میں اضافہ کی مصلحت بھی یہی ہو سکتی ہے کہ وہ خود بھی کھائے، اپنے اہل و عیال کے لئے بھی دسترخوان کو وسعت دے اور ضرورت مند رشتہ داروں دوستوں اور پڑوسیوں کا بھی خیال رکھے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آچکا ہے تم اس کے لئے نیت پہلے ہی درست کر لو، اس مہینہ میں (اپنے اور اپنے اہل و عیال کے) نان نفقہ میں فراخی کرو (کنز العمال)۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں نان نفقہ کے متعلق وسعت سے کام لو کیوں کہ اس مہینہ میں (اپنی ذات پر اور اہل و عیال پر) خرچ کرنا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔ (الجامع الصغیر)

رمضان کو مواسات، ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ قرار دینا، اپنے آپ میں ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ روایات میں ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں قیدیوں کو چھوڑ دیا کرتے تھے اور ہر مانگنے والے کو دیا کرتے تھے۔ (بیہقی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ اور زیادہ سخی اور فیاض ہو جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی اور خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ فیاض اور سخاوت فرماتے تھے۔ (بخاری)

بیرونی قوتیں این جی اوز کے ذریعے پاکستان کے اسلامی تشخص پر حملہ آور ہیں

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، مسلح لاہور مولانا عبداللیم، سیکرٹری جنرل لاہور مولانا علیم الدین شاہ، سرپرست قاری جمیل الرحمن اختر، پیر رضوان نفیس، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا عبدالعزیز نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عورت مارچ کے نام پر لگائے جانے والے تماشے سے اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اس میں مارچ کے منتظمین اور شرکاء کا ایجنڈا کسی اور کا ہے اور یہ غیر ملکی آلہ کار ہیں جو پاکستانی معاشرہ کو ابتر صورت حال سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔ علماء کرام نے کہا ہے کہ اسلام دشمن قوتیں فحاشی پھیلا کر مسلمانوں کو زیر کرنا چاہتی ہیں۔ شرم و حیاء اسلامی تہذیب و تمدن کا طرہ امتیاز ہے۔ بیرونی قوتیں کچھ این جی اوز کے ذریعے پاکستان کے اسلامی تشخص پر حملہ آور ہیں۔ عورت مارچ جیسے پروگراموں سے شرم و حیاء کو ناکارگٹ کیا جا رہا ہے۔ جس معاشرے میں علماء کرام بدی کا مقابلہ چھوڑ دیں، وہاں پر بدی کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ شیطانی قوتوں نے بدی کے پیروکاروں کے لئے خزانوں کے منہ کھول رکھے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ عربی، فحاشی کے ذمہ دار مردوزن کو کٹھرے میں لایا جائے۔ ہمارا معاشرہ دن بدن مغربی ثقافت کے زیر اثر ہوتا جا رہا ہے۔ معاشرے میں عربی، فحاشی کے مقابلے میں علماء، صوفیاء، والدین، اساتذہ، حکومت اور عامۃ الناس سب کو تخرک طریقے سے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

کر کے صرف روزہ رکھنا لازم کر دیا، مگر بہت بوڑھے آدمی کے لئے یہ حکم باقی رہا کہ وہ چاہے تو فدیہ ادا کر دے۔

☆ شروع میں افطار کے بعد کھانے پینے اور اپنی خواہش پورا کرنے کی اجازت صرف اس وقت تک تھی جب تک آدمی سوئے نہیں، جب سو گیا، تو دوسرا روزہ شروع ہو گیا، کھانا پینا وغیرہ ممنوع ہو گیا۔

سحری کھانے کا آخری وقت: احادیث میں رات کے آخری وقت میں سحری کھانے کی فضیلت وارد ہوئی ہے، لیکن جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہوا کہ روزہ میں کھانے پینے اور مباشرت کی جو ممانعت ہے، یہ اللہ کی حدود ہیں، اور ان کے قریب بھی مت جاؤ، کیونکہ قریب جانے سے حد شکنی کا احتمال ہے، اسی لئے روزہ کی حالت میں کلی کرنے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے، جس سے

پانی اندر جانے کا خطرہ ہے۔ بیوی سے بوس و کنار مکروہ ہے، اسی طرح سحری کھانے میں احتیاط سے کام لیں، اور سحری کا وقت ختم ہونے سے ایک دو منٹ قبل سحری کھانے سے فارغ ہو جائیں۔

قارئین کرام! آخر میں اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اس ماہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے حال پر رحم فرمائے، آمین۔ ☆ ☆

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس، اچھرہ لاہور

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و جامعہ فاطمہ الزہراء کے زیر اہتمام سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری اچھرہ لاہور میں شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد امجد خان، مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور مولانا قاری عظیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، مولانا احمد حنیف، ناظم مدرسہ ہذا انجینئر حافظ نعیم الدین شاکر، پیرمیاں محمد رضوان نقیس، مولانا محمد قاسم گجر، مولانا عمران نقشبندی و دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین کا کہنا تھا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور گدی نشینوں کو میدان عمل میں آنا ہوگا اور اتحاد و اتفاق سے منکرین ختم نبوت کا بھرپور انداز میں تعاقب کرنا ضروری ہے۔ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے اپنے خطاب میں کہا کہ وطن عزیز پاکستان میں قادیانی فتنہ کی اسلام و آئین پاکستان کے منافی سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھ چکی ہیں جبکہ قادیانیت نوازی کے اقدامات سے مسلمانوں کے اندر شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا ایمانی اور بنیادی فرض ہے، دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں، مدارس کے خلاف منفی پروپیگنڈا کرنے والے اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں، انہوں نے مدارس کے نظام کو بدلنے کے لئے حکومت کی طرف سے جاری وقف املاک ایکٹ کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ مساجد اور مدارس کی آزادانہ حیثیت پر کسی صورت شب خون نہیں مارنے دیں گے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ پاکستان کے مختلف حلقوں کے لوگ قادیانیوں کی گمراہ کن سرگرمیوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ مقتدر حلقوں میں چھپے ہوئے سیکولر اور دین دشمن عناصر کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ عالمی استعمار اور سیکولر لابی قادیانیوں کو مسلمان تسلیم کرانے کے لئے اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں۔ قادیانیوں کی سازشوں کو بھانپ کر ان کا مقابلہ کرنا انتہائی ضروری ہے۔ مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امت شروع سے ایک موقف پر قائم ہے اور قیامت تک تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دیا جائے گا۔ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ سوشل میڈیا کے ذریعے قادیانیوں سمیت تمام فتنوں کی سرکوبی کی جدوجہد ہماری ترجیحات میں شامل ہے، امتناع قادیانیت ایکٹ پر موثر عمل درآ کر لایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس اور دینی قوتوں کو خطرناک اور زیر پوائنٹ پر لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ شہدائے تحریک ختم نبوت کی منزل اور ہماری منزل ایک ہی ہے اور وہ ملک میں دینی نظام کا نفاذ ہے۔ مولانا عظیم الدین شاکر نے کہا کہ تمام مکاتب فکر ہمیشہ تحریک ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر ایک تھے ایک ہیں اور ایک رہیں گے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ایمان کی اساس ہے، اس میں ذرہ برابر شک بھی حالت کفر و ارتداد تک لے جاتا ہے، مغربی کلچر و ثقافت کو فروغ دے کر حیا باختمہ معاشرہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مقررین نے کہا کہ تحریک ختم نبوت میں شہادت کا جام پینے والوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، ہزاروں پُر امن مسلمانوں کو شہید کیا گیا لیکن تحفظ ختم نبوت کی آواز کو دبا یا نہ جاسکا۔ ۱۹۷۴ء میں بھی قادیانیوں نے مسلمانوں پر تشدد کیا، لیکن مسلمانوں کی قربانی کے نتیجے میں پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان کی اساس ہے، جس پر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کا اجماع ہے۔ مارچ ۱۹۵۳ء شہدائے ختم نبوت کے مقدس خون کے صدقے پاکستان قادیانی ریاست بننے سے محفوظ رہا جبکہ عالمی قوتیں پاکستان کے آئین سے اسلامی دفعات کو ختم کروانے کے لئے تسلسل کے ساتھ کوشاں ہیں۔ قادیانی اپنی متعینہ اسلامی اور آئینی حیثیت کو نہ مان کر ریاست کو مسلسل چیلنج کر رہے ہیں، یہ صورت کسی صورت بھی قابل قبول نہیں، اس لئے قانون نافذ کرنے والے ریاستی اداروں کو قانون کے نفاذ کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

سیدنا صدیق اکبر اور واقعہ ہجرت

آخری قسط

مفتی خالد محمود

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دوست اور یارِ غار، خلیفہٴ اول، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو عشقِ رسول کی بھٹی میں تپ کر کندن بن چکے تھے، جنہوں نے اسلام کے لئے سب کچھ قربان کر کے سب کچھ پالیا تھا اور راہِ عشق میں وفا کی نئی بنیاد ڈالی تھی، جن کے دل میں سوز و گداز کی شمع فروزاں تھی، جو ہر ایک کی مصیبت پر تڑپ اٹھتے، سوزِ دروں جنہیں ہر وقت بے قرار رکھتا۔ جنہوں نے بغیر چوں و چرا کے اپنے آقا کی تصدیق کی اور پھر اپنی تمام توانائیاں، مال و دولت اور اپنی زندگی اپنے آقا پر نچھاور کر دی، جب ہجرت کا وقت آیا تو یہ جاننے ہوئے بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا جان کی بازی اور موت کا سودا تھا، اس سفر میں قدم قدم پر خطرات تھے مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سفر میں جس جاٹاری اور خدمت کا مظاہرہ کیا وہ صرف اور صرف آپ کے ہی مقدر میں تھا، اس سفرِ ہجرت کی داستان ذیل میں واقعاتی انداز میں بیان کی گئی ہے۔

دیکھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے فدا اور آپ پر جان نچھاور کرنے والے بن چکے تھے لاوے کی جلی ہوئی سیاہ چٹان (حرہ) پر آ کر جمع ہوئے تھے اور دوپہر کے وقت دل میں ہزاروں حسرتیں لئے ناکام گھر لوں کو واپس ہو چکے تھے۔ مگر قبائلی ایک یہودی اپنے بلند گھر کے گھروں کے غیر اختیاری طور پر شاہراہ پر نظر جمائے دیکھ رہا تھا کہ اسے کچھ گردوغبار سا اٹھتا محسوس ہوا۔ وہ اور توجہ سے دیکھنے لگا تو معلوم ہوا کہ اونٹنی پر سوار کوئی چلا آ رہا ہے۔ قریب آنے پر وہ دیکھتا ہے کہ اس پر ایک نورانی شکل والا شخص سوار ہے اس کے پیچھے ایک اور سوار ہے علامات و نشانیوں سے وہ پہچان لیتا ہے کہ یہ تو وہی مسلمانوں کے سردار ہیں۔ اس سے ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار چیخ اٹھا۔

”اے قبیلہ کے فرزند و تمہارے سردار آ پہنچے۔“

یہ آواز سنتے ہی اہل قبا خوشی سے نعرہ بائے تکبیر بلند کرتے ہوئے گھروں سے نکل آئے، فضا

پہاڑیوں پر سنہری کرنیں بکھیرتا ہوا طلوع ہوتا تو پورے سحیح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے اہل مدینہ شہر سے باہر آ کر بیٹھ جاتے، کسی کے پاس چمکتی ہوئی تلوار ہوتی، کوئی اپنے تمام ہتھیار بدن پر سجائے شامل ہو جاتا، کوئی زرہ پہنے، کوئی خوبصورت لباس پہن کر آتا، کسی کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ ٹوٹی ہوئی زرہ کندھے پر ڈالے چلا آتا۔ ہر ایک اپنے اپنے طور پر اس عظیم انسان کے استقبال کے لئے آتا جس کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھا گیا ہے، جو تمام انبیاء کا سردار ہے اور یہ لوگ اس تپتے ہوئے میدان میں راستے پر ٹکلی باندھے دیکھتے رہتے جہاں ذرا سا غبار اٹھتا ان کے دل امید سے دھڑکنے لگتے کہ شاید اب جمالِ محبوب کا نظارہ ہو جائے مگر ہر مرتبہ مایوسی ہوتی، مگر یہ لوگ بیٹھے رہتے جب تک کہ سخت دھوپ ان کو اٹھنے پر مجبور نہ کر دیتی۔

۸ ربیع الاول دو شنبہ کا دن تھا آج بھی روزانہ کی طرح شیع رسالت کے یہ پروانے جو بن

مدینہ منورہ جو اب تک یثرب تھا مگر اس کی قسمت جاگ اٹھی تھی اسے اب مدینۃ النبی، (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر) اور مدینہ منورہ کا خطاب ملنے والا تھا، وہاں کے باشندوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی اطلاع مل چکی تھی اور وہ سراپا اشتیاق بنے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشنے کے لئے، چہرہ انور کے دیدار و زیارت سے اپنے دل کو جلا بخشنے کے لئے ہر روز صبح ہی صبح شہر سے باہر نکل کر حرہ میں جا بیٹھتے، شوقِ نظارہ ان کے دل میں چٹکیاں لیتا اور وہ نگاہِ تصور سے دیکھتے کہ غریبوں کا بچا، یتیموں کا والی آ رہا ہے، جس کے جلو میں برکتیں ہیں، سعادتیں ہیں، جس کے ہاتھ میں ہدایت کے پرچم اور نیکیوں کے خزانے کی کنجیاں ہیں، جس کے بن و موسے نورِ ہدایت پھوٹ رہا ہے، جس کے قدم رنج فرماتے ہی ہماری اور ہمارے شہر کی قسمت بدل جائے گی، یہ تصور کرتے ہی وہ دیدہ و دل فرس راہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ روزانہ جب سورج مدینہ کی

نثار کرنے کی پُرسوز تمنا میں ان کے دل میں مچل رہی ہیں وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساری دنیا سے جنگ مول لینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر اس کے لئے اپنی ساری دنیا بھی داؤ پر لگانا پڑے تو اس سے بھی دریغ نہیں کریں گے مگر ان سب پروانوں میں سب سے زیادہ نمایاں اور سپردگی و جاں نثاری کے جذبہ کی تپش سے سلگتا ہوا پروانہ وہ تھا جو ہجرت کی پُرخطر گھاٹیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش پاکو اپنے خون دل و جگر سے نکھارتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا جس کا ایک ایک سانس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے وقف ہو چکا تھا۔ اب بھی وہ چادر تھامے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کئے ہوئے ساری دنیا سے منہ موڑ کر اس حسین چہرے کو سپردگی کے عالم میں تک رہا تھا۔ جس سے بدر کا مل بھی شرماتا ہو، اسی ایک چہرہ انور کو دیکھ دیکھ کر وہ جیتا تھا، اس کے دیکھ لینے کے بعد دنیا کی ہر چیز سے وہ بے نیاز تھا حتیٰ کہ اپنے آپ سے بھی بے گانہ ہو چکا تھا۔

تقریباً پانچ سو انصار جمع ہو چکے تھے۔ خوشی سے ہر ایک کا چہرہ کھلا جاتا تھا، آفتاب رشد و ہدایت کو اپنے جلو میں لے کر بڑے اعزاز و اکرام اور عزت و احترام سے یہ لوگ چلے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دن قبا میں قیام کیا وہاں ایک مسجد بنائی جو اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے۔ اس کی بنیاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رکھی اور تعمیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ شامل رہے۔ عبداللہ بن رواحہ اپنی مترنم آواز میں بڑے سوز و طرب سے یہ جرز پڑھتے جاتے تھے۔

”کامیاب ہے وہ جو مسجد کی تعمیر کرتا ہے،

یار غار کے ساتھ اس درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے، اس درخت نے یکا یک یوں اپنی آغوش میں محبوب رب العالمین اور محبوب کائنات کو جلوہ فرما دیکھا تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی، وہ جھوم جھوم اٹھا، اسی گھڑی کے انتظار میں وہ ایک زمانہ سے کھڑا تھا، آج اس کی مراد پوری ہوئی اس کی تمنا اور آرزو کی تکمیل ہوئی تو فرط عقیدت سے اس کی شاخیں جھک گئیں، اس کا سایہ گھنیرا ہو گیا، فخر سے اس کا سر بلند ہو گیا۔

اسی درخت کے نیچے انصار جمع ہونے لگے، جن لوگوں نے اب تک دیدار کا شرف حاصل نہیں کیا تھا وہ بہت بے تاب تھے، انہیں بہت اشتیاق تھا سب سے پہلے وہی بھاگے ہوئے آئے، پہچانتے نہ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ چونکہ کمزور و نحیف تھے، بال بھی سفید ہو چکے تھے، اس لئے عمر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹا ہونے کے باوجود سن رسیدہ معلوم ہوتے تھے۔ اس لئے انصار انہی کو محبوب خدا سمجھ کر پہلے انہیں سلام عرض کرتے۔

جاں نثار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صورت حال کو سمجھ گئے اور انصار کی کیفیت کو بھانپ لیا تو بڑے ہی پیارے انداز میں اپنے آقا کا تعارف کرایا، اس وقت تک دھوپ فرق مبارک کے قریب پہنچ چکی تھی، صدیق اکبر اٹھے اور اپنی چادر تان کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر دیا۔ اس پیاری اور دلآویز آواز سے سب پر آشکارا ہو گیا کہ گو ہر مقصود کون ہیں۔

شع رسالت کے پروانوں کا جھوم بڑھتا چلا جا رہا تھا، ان کے چہروں کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اپنے محبوب، اپنے آقا کے قدموں میں جانیں

ان کے نعروں کی صداؤں سے گونج اٹھی اور دیوانہ وار شاہراہ کی طرف دوڑ پڑے۔

قبا سے تھوڑی دور کھجور کا ایک درخت یکہ و تہا کسی کے انتظار میں کھڑا تھا۔ شاید اسے محبوب کائنات کا انتظار تھا اسی انتظار میں نہ جانے کب سے کھڑا تھا۔ مگر اس کے شوق و انتظار میں کمی نہیں آئی تھی اسے کوئی بتانے والا نہ تھا کہ یہ آفتاب عالمیاب کب طلوع ہوگا مگر جب سے محبوب کائنات کا تذکرہ مدینے میں ہونے لگا اور درخت کے کانوں میں ان کی آواز پڑتی تو وہ سرمستی میں جھوم اٹھتا اور اس کے شوق و انتظار میں اضافہ ہو جاتا۔ علی اصغر چوہدری لکھتے ہیں:

”اس راہ سے گزرنے والے مسافر اب کچھ عرصے سے کبھی کبھی اس صبح صادق کی خبریں دیا کرتے تھے جس کی بدولت سپید سحر کی جاذبیت بڑھ گئی تھی، باد صبا اٹھلا کے چلنے لگی تھی اور ہوا کے عطربیز جھونکے جوئے یاری کی غمازی کرنے لگے تھے، لیکن اسے قرار نہ تھا بلکہ جوش استقبال میں اس کی بے قراری پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی حتیٰ کہ دور سے گزرنے والے راہ گیر اسے اکثر جھومتا ہوا دیکھا کرتے تھے وہ خود یتیم تھا اور اس دریتیم کے اشتیاق میں کسی نامعلوم عرصہ سے بحالت قیام تھا، جس کی آمد آمد کے تذکرے، روز ازل سے کرو بیان عرش اور قدوسیان فرشتہ تک ہی محدود نہ تھے بلکہ خاک سے افلاک تک ذرے ذرے، پتے پتے اور کلی کلی کو اس کی خبر مل چکی تھی اور اولاد آدم کے ہمیدہ افراد ہر جگہ اور ہر وقت اس کے منتظر رہتے تھے۔“ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے رفیق اعلیٰ تک)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اور

الفاظ سے تو آپ رک گئے آپ نے ان بچیوں سے دریافت فرمایا:

”کیا تم مجھ سے محبت رکھتی ہو؟“

بڑی سادگی سے ان بچیوں نے جواب دیا:

ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

”میں بھی تمہیں چاہتا ہوں،“ حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: کتنی

خوش نصیب اور بلند اقبال بچیاں تھیں یہ جن کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا فرمائے۔

آج سب لوگ خوش تھے، بچے پھولوں کی طرح ہنس رہے تھے، بچیاں کلیوں کی طرح مسکرا رہی تھیں۔ چشم فلک نے بہت سے شہنشاہوں

اور رئیسوں کے استقبال کے دلفریب مناظر دیکھے ہوں گے، مگر آج کے استقبال کی شان ہی کچھ اور تھی۔ آج اس ہستی کا استقبال ہو رہا تھا جو

سب سے بڑا انسان اور انسان کامل ہے۔ آپ کی آمد سے مدینہ کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جس دن حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو مدینہ کا ذرہ ذرہ روشن ہو گیا اور جس دن آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو مدینہ کی ہر

چیز تاریک ہو گئی۔“

یہی حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: ”جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہ دن سب سے زیادہ روشن اور حسین تھا۔

اس کے بعد اس جیسا دن دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری جاں نثاروں کے ہجوم میں چلی جا رہی تھی، ہر صحابی کی خواہش تھی کہ آپ اس کے غریب خانہ پر

بھی آپ کے استقبال کے لئے بے تابانہ دوڑ پڑے تھے۔ آج مدینہ والوں کی خوشی کی انتہا نہ تھی، ان کے انگ انگ سے مسرت پھوٹ رہی تھی خوشی کے مارے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتے تھے ہر ایک کی زبان پر یہی الفاظ تھے۔

”اللہ اکبر، اللہ کے رسول آگئے، اللہ کی نبی آگئے۔“

لوٹیاں اور غلام تک خوشی سے ایک دوسرے کو یہ خوشخبری دیتے پھر رہے تھے، ہر ایک چہرہ انور کی جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب تھا۔

اوپنچی جگہوں پر چڑھ چڑھ کر دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کر رہے تھے۔ حیا سے جھکی جھکی آنکھوں والی عفت مآب بیبیاں بھی کھڑی تھیں اور جب حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری شہر میں داخل ہوئی تو حیا پرور اور پاک دامن بیبیوں نے چھتوں سے دھمے سروں میں خیر مقدم کا ترانہ گا کر آپ کا

استقبال کیا۔

”ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا، وداع کی پہاڑیوں سے، ہم پر شکر واجب ہے جب تک کوئی اللہ کو پکارنے والا باقی رہے۔ اے ہمارے

ہاں مبعوث ہونے والے آپ وہ منصب لے کر آئے ہیں جو واجب الاطاعت ہے۔“

عورتیں اور بچیاں یہ شیریں نغمہ گارہی تھیں اور اپنے جذبات کا اظہار کر رہی تھیں آپ کی ناقہ مبارک جب بنونجار کے محلے سے گزر رہی تھی تو بنونجار کی لڑکیوں نے دف بجا کر آپ کا استقبال

کرتے ہوئے بڑے فخر سے کہا:

”ہم خاندان بنونجار کی لڑکیاں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتنے اچھے ہمسائے ہیں۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ والہانہ

اٹھتے بیٹھتے قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور رات کو عبادت کے لئے جاگتا رہتا ہے۔“

اس آواز کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شیریں آواز بھی شامل ہو جاتی تھی جس کو سن کر ہر کلفت و مصیبت ختم ہو جاتی تھی۔

اسی مسجد کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر مسجد قبائلیں نماز پڑھے اسے عمرہ کا ثواب ملے گا۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ ہفتہ کے روز قبا جاتے اور اس مسجد میں نماز ادا فرماتے، اسی مسجد کے متعلق مولانا مناظر احسن گیلانی نے لکھا:

”گویا خالق کا جو دروازہ مخلوقات کے لئے بند تھا، صدیوں کے بعد پہلی دفعہ قبا کی مسجد بنا کر کھولا گیا تاکہ جس کسی کو جہاں کہیں زمین پر قابو بخشا جائے پہلا کام یہی کرے۔“

(النبی الامم)

۱۴ دن قبا میں قیام کرنے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن قبا سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جاں نثاروں کی ایک بڑی

تعداد آپ کے ہمراہ تھی۔ راستہ میں بنی سالم کی بستی میں یہ قافلہ پہنچا تو نماز کا وقت ہو چکا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں جمعہ کی نماز پڑھائی، یہ اسلام میں پہلی مرتبہ جمعہ کی نماز پڑھائی جا رہی تھی۔ اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

نماز و خطبہ سے فارغ ہوئے تو آپ پھر روانہ ہوئے، آپ کی سواری مدینہ میں داخل ہوا چاہتی تھی۔ تمام انصار اور ان کے ساتھ مہاجرین

بھی لینا نہیں چاہتے تھے، مگر وہ شخص جو یتیموں کا والی اور بے کسوں کا سہارا تھا اسے یہ گوارا نہ ہوا کہ بغیر عوض کے یہ جگہ لیں اس لئے صاف طور پر فرمایا کہ:

”یہاں ہم مسجد بنائیں گے لیکن اس صورت میں جبکہ تم اس کی قیمت لو گے۔“

مزاج شناس رسول، جاں نثار، یار غار، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو اپنی جان کے ساتھ اپنا تمام مال اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کر چکے تھے۔ اس موقع پر اپنے محبوب آقا کے مقصد کو سمجھا تو فوراً آگے بڑھے اور اس جگہ کی قیمت ادا کی۔

زمین خریدنے کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جگہ کی صفائی میں مشغول ہو گئے، اس کے بعد مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ ☆ ☆

چند قدم کے فاصلے پر وہ جگہ ہے جہاں آپ کی اونٹنی آ کر بیٹھی تھی اس جگہ چند پرانی قبریں ہیں کہیں جھاڑیاں اور کہیں کھجور کے درخت ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ یہاں مسجد بنائیں اس کام کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بے قرار تھے کہ کسی طرح یہ کام سب سے پہلے ہو جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

”یہ جگہ کس کی ہے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ دو یتیم بچے سہل اور سہیل اس کے مالک ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو بلایا اور ان کے سر پرستوں کو بھی اور اس جگہ مسجد بنانے کی خواہش ظاہر کی اور اجازت طلب کی۔ وہ سب بخوشی اس پر راضی ہو گئے اور اس جگہ کی قیمت

فروکش ہوں، ہر ایک درخواست پیش کر رہا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خدمت کا موقع دیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو بڑی شفقت و محبت سے فرماتے: ”میری ناقہ کو چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے جہاں اسے حکم ہوگا وہاں یہ خود ٹھہر جائے گی۔“

ناقہ مبارک بنی نجار کے محلہ میں اس جگہ جا کر بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدستور ناقہ پر بیٹھے رہے، کچھ دیر بعد اونٹنی اٹھی۔ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جا بیٹھی اور پھر وہاں سے اٹھ کر پہلی والی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی اور گردن ڈال دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سواری سے اترے اور فرمایا یہی ہمارا ٹھکانہ ہے۔ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ جو

جمال محبوب کے دیدار میں گم تھے، انہوں نے جو دیکھا کہ میرے مکان کے سامنے آپ کی سواری ٹھہر گئی تو وہ سمجھ گئے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ وہ فوراً لپکے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان جلدی سے اٹھا کر اپنے گھر لے گئے انہیں خدشہ تھا کہ کہیں کوئی اور نہ اپنے گھر لے جائے اور میں محروم ہو جاؤں۔

خالد بن زید انصاریؓ (ابویوب) کے گھر کی دو منزلیں تھیں۔ درخواست پیش کی کہ آپ بالائی حصہ میں آرام فرما ہوں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابویوب کے گھر والوں کے آرام کی خاطر نیچے رہنا پسند فرمایا اور پھر ابویوب کے بے حد اصرار پر اوپر والے حصے میں منتقل ہو گئے۔ ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے

منکرین ختم نبوت نے ایک نئے نبی کو مان کر خود اپنے راستے مسلمانوں سے جدا کئے ہیں: علماء کرام

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعم، خطیب مرکز ختم نبوت مولانا محبوب الحسن طاہر، ناظم تبلیغ مولانا عبدالعزیز نے مختلف مقامات پر دروس ختم نبوت دیتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کے ان کلیدی عقائد میں سے ایک ہے جس میں اگر، مگر، لیکن، چونکہ، چنانچہ سمیت کسی بھی قسم کی تاویلات کی گنجائش نہیں۔ نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی نئی نبوت کا کوئی تصور دین اسلام میں باقی نہیں رہتا لیکن منکرین ختم نبوت نے ایک نئے نبی کو مان کر خود اپنے راستے مسلمانوں سے جدا کئے ہیں۔ نئی نبوت پر ایمان لانے کے بعد ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ اس کے باوجود قادیانی اسلام کا لیبیل استعمال کر کے مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس پر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اعلیٰ حکام کسی بھی طرح قادیانیت کی پشت پناہی سے باز آتے نہیں دکھائی دیتے۔ مبلغ ختم نبوت نے کہا کہ قادیانی حضرات جو کہ دراصل اگھنڈ بھارت کا نظریہ رکھتے ہیں اور پاکستان کی سرزمین کو اپنے لئے منحوس گردانتے ہیں اس کے باوجود قادیانی پوری دنیا خصوصاً مغربی دنیا میں یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ پاکستان میں منکرین ختم نبوت کے حقوق پامال کر دیئے گئے ہیں، ان کے شہری حقوق معطل کر دیئے گئے اور انہیں پاکستان میں آزادی سے رہنے نہیں دیا جا رہا، ان پروپیگنڈوں کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نظر نہیں آتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ نسل نو میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت کو اجاگر کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت کے عقائد سے بھی متعارف کرایا جائے۔

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحفظ ختم نبوت کے لئے خدمات

آخری قسط

مولانا محمد قاسم، کراچی

۱۳۳۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۲۰۱۰ء بروز جمعرات دفتر ختم نبوت نمائش سے حسب معمول بعد عصر روانہ ہوئے اور خاتم النبیین مسجد گلزار ہجری میں مجلس ذکر کروائی۔ وہاں سے فارغ ہو کر عشاء کے بعد آپ اپنے گھر کے لئے روانہ ہو رہے تھے کہ راستہ ہی میں گھات لگائے مجرموں نے آپ کی گاڑی پر آتشیں اسلحہ کے دہانے کھول دیئے، جس کی زد میں آ کر آپ، آپ کا صاحبزادہ حافظ محمد حذیفہ، آپ کے خادم مولانا فخر الزماں اور آپ کے مرید حاجی عبدالرحمن سری لکن (جو اس وقت ڈرائیور کی خدمت بھی انجام دے رہے تھے) جام شہادت نوش فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، ان للہ ما أخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شیء عندہ باجل مستسئی!

اس طرح مسند لدھیانوی کا جانشین، مجالس ومحافل کا مدبّر، تعلیمات کا بردیو بند کا خوشہ چین اور دفتر ختم نبوت کراچی کے شاہ نشین، خون میں رنگیں خلعت زیب تن کر کے راہی خلد بریں ہوا، اور (ان شاء اللہ تعالیٰ) اپنے رب کی جنت کا مکین بن گیا۔ آپ کی نماز جنازہ اگلے روز بعد نماز جمعہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن میں رئیس العلماء، استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے نماز جنازہ

یوسف کذاب سے اپنے تعلق کا اقرار تو کم از کم کر لیا، ورنہ پہلے تو وہ سرے سے ہی منکر تھا۔ آپ کے اس کتابچے سے عوام خصوصاً عصری تعلیمی اداروں کے طلباء جو زید حامد سے بہت متاثر ہو چکے تھے، نیز بعض دین پسند حلقہ بھی اس کا شکار بننے لگا تھا، یہ سب زید حامد کی اصلیت کھلنے کے بعد اس سے بچنے لگے، یوں ان سب کا ایمان محفوظ ہوا۔ الحمد للہ!

زید حامد کو جب اپنی چال الٹی پڑتی نظر آئی تو اب اس نے ایک طرف تو حضرت جلال پوری شہید کو مناظرہ کا چیلنج کرنا شروع کیا اور دوسری جانب اپنے چیلوں سے حضرت محمد کی آمیز فون کرا کے پیچھے ہٹنے پر دباؤ ڈالوانے لگا، بصورت دیگر اس نے حضرت کو قتل تک کی دھمکی دی۔ حضرت شہید نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ڈٹ کر اس کا چیلنج قبول کیا، چنانچہ یہ قبول چیلنج اشتہار کی صورت میں ۱۴ مارچ ۲۰۱۰ء کو اخبار روز نامہ اسلام میں شائع ہوا۔ جس کی عبارت آپ نے اپنی شہادت والے روز ہی لکھ کر دوپہر کے وقت اس پر مہر لگائی۔ مگر اس بزدل اور بے ایمان نے بہادری کی طرح میدان میں رو بہ رو مقابلہ کرنے کی بجائے چھپ کر وار کیا اور مناظرہ کرنے کی بجائے اسلام کے داعی، ختم نبوت کے محافظ، باطل فرقوں کے خلاف تہاڑنے والے اس مجاہد کو شہید کر دیا۔

حضرت جلال پوری شہید ۲۵ ربیع الاول

”راہبر کے روپ میں راہزن“ کتابچے کی اشاعت ہوتے ہی زید حامد سے عوام متنفر ہونا شروع ہوئے، حتیٰ کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء، جو اس کے شیدائی تھے، نے اس کے بیکچروں کا بائیکاٹ شروع کر دیا اور یہ جہاں بھی جاتا تو اس سے اس کے ماضی اور یوسف کذاب سے تعلق کے بارہ میں تاثر توڑ سوالات ہونے لگے۔ حضرت جلال پوری شہید نے بھی یہی تحریر فرمایا اور اسلامیان وطن بھی اس سے فقط اتنا مطالبہ کرتے کہ وہ یوسف کذاب پر لعنت بھیج کر اس سے اعلان برأت کر دے تو سب مطمئن ہو جائیں گے۔ مگر زید حامد اس صورت حال سے ایسا حواس باختہ ہوا کہ اول تو اس نے یوسف کذاب کے ساتھ اپنے کسی قسم کے تعلق کا ہی انکار کر دیا، جو کہ سراسر جھوٹ تھا، کیونکہ اس بارہ میں تحریری اور آڈیو ویڈیو کی صورت میں ثبوت موجود ہیں، نیز یہ بھی کہ یوسف کذاب پر مقدمہ درج ہونے کے زمانہ میں زید حامد اس کے لئے عدالتوں میں جاتا رہا اور اسے بری کرانے کی کوششیں بھی کیں، مگر جب عوام اس کے بہانوں سے مطمئن نہ ہوئے تو یہ یوسف کذاب کی حمایت پر اتر آیا اور اس کو حق پر باور کرانے لگا اور یہ جھوٹ بولنے لگا کہ یوسف کذاب پر جھوٹا الزام لگا کر اسے سزا دلائی گئی۔ گویا حضرت جلال پوری شہید کی کاوشوں سے اولاً حاصل یہ ہوا کہ زید حامد نے جھوٹے مدعی نبوت

سے قبل حضرت جلال پوری شہید کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

”حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید اور آپ کے رفقائے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لئے اپنی جان راہ خدا میں پیش کی ہے۔ دشمن سمجھتا ہے کہ حضرت کو شہید کر دینے سے دین ختم ہو جائے گا، یہ اس کی بھول ہے۔ آپ کی شہادت سے گرنے والے خون کے ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ کئی ”سعید“ پیدا فرمادے گا، جو ان کی طرح دین کی پاسبانی کا حق ادا کریں گے۔“

(بینات، شہید ناموں رسالت نمبر، ص: ۱۷۲)

نماز جنازہ میں مسجد کے اطراف کی سڑکیں عوام سے پڑھیں اور وہ سب شدتِ غم سے ٹڈھال تھے۔ جنازہ کے بعد آپ اور آپ کے رفقائے دین کے اجساد خاکی ایبٹن میں رکھ کر خاتم النبیین مسجد گلزارِ جبری لائے گئے، جہاں مسجد سے متصل ”گنج شہدا“ (شہیدوں کی آرام گاہ) میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، امام المجاہدین مفتی اعظم حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی، اور شہید ختم نبوت خادم العلماء حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہید کی معیت میں ان شہدا کو بھی دفن کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کا ایک باب مکمل ہوا۔

حضرت جلال پوری شہید شہادت کی موت کے متمنی تھے، خصوصاً آخری ایام حیات میں آپ کا شوق شہادت مزید پروان چڑھ گیا تھا، آپ فرماتے: ”ہم تو آقائے نامدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں، ناموس رسالت کے لئے سب کچھ قربان کر دیں گے۔“ چنانچہ آپ اکثر و

بیشتر بالخصوص رمضان المبارک کی طاق راتوں کے بیانات کے بعد دعاؤں میں اپنے لئے شہادت مانگا کرتے تھے، شہادت سے قبل آخری رمضان میں ستائیسویں شب کو بیان کرنے کے بعد یہ دعا مانگی: ”اے اللہ! شہادت نصیب فرما، جب آپ کے پاس آئیں تو خون میں لتھڑے ہوئے ہوں، چہرہ خون سے سرخ ہو۔“ رور و کر دیر تک یہ دعا مانگتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو شہادت کی سعادت ملی۔ آپ کی شہادت صرف آپ کے لئے باعث سعادت ثابت نہ ہوئی بلکہ امت کے حق میں بھی ایک بہت بڑے فتنہ ”فتنہ زید حامد“ کی راہ میں سد سکندری بن گئی۔ حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوری شہید کے مرید باصفا، علمی و قلمی معاون، رفیق سفر و حضر، ہم مزاج و ہم مشرب، آپ کے خلیفہ مجاز اور جانشین حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب دامت برکاتہم نے ایک موقع پر فرمایا: ”ہمارے حضرت نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اور اپنا خون دے کر اس بہت بڑے فتنہ کے آگے بند باندھا ہے۔“ آپ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، ناموس رسالت کے دفاع اور فتنہ قادیا نیت، گوہر شاہی و زید حامد کی سرکوبی

کرنے کی پاداش میں جام شہادت نوش کیا، جس کی بنا پر آپ بجا طور پر ”شہید ناموس رسالت“ کے لقب کے حق دار ٹھہرے ہیں۔

آپ کی شہادت پر ملک بھر کے سیاسی و مذہبی زعماء، علماء کرام اور ملی و قومی قیادت نے خراج تحسین پیش کئے۔ امیر جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: ”مولانا سعید احمد جلال پوری چونکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر تھے بلکہ اس کی مرکزی شورٹی کے رکن بھی تھے اور میں نے ہمیشہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنی ہی جماعت سمجھا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جب بھی کسی مسئلہ میں پکارا تو ایک کارکن کی طرح اس کی دعوت پر لبیک کہا۔“ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزی استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالجبار لدھیانوی تحریر فرماتے ہیں: ”ختم نبوت کے کام کے ساتھ ان کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا اور اس کام کی بھرپور سرپرستی کرتے تھے اور ہر جگہ اور ہر اہم ضرورت کے موقع پر اس میں عملاً شریک ہوتے تھے۔“ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں: ”حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید کی شہادت ہم سب کے لئے بہت بڑا نقصان ہے۔“ عالمی مجلس

ABDULLAH SATTAR DINA

& SONS JEWELLERS

عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز

Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers

Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ کہتے ہیں: ”مولانا سعید احمد جلال پوری شہید نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایسی گراں قدر خدمات سرانجام دیں کہ جس سے قادیانیت پرست کی کیفیت طاری ہوگئی.... دشمنان ختم نبوت کے سامنے سیدہ سپر ہوئے، چور کو اس کے گھر پہنچا کر دم لیا۔ وہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی پہچان بن گئے تھے۔ ان کا قلم سیل رواں کی طرح ہر فننہ کے خلاف موجزن رہا۔“ سابق صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان لکھتے ہیں: ”تحفظ ختم نبوت کے بہترین مبلغ اور داعی تھے.... ان کی تحریریں بڑی جاندار اور مفصل مدلل ہوتی تھیں۔“ مولانا سید سلیمان یوسف بنوری مدظلہ (نائب رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن) رقم طراز ہیں: ”حضرت جلال پوری شہید تحفظ ناموس رسالت کے لئے بہتر کڑی ثابت ہوئے۔ حضرت جلال پوری شہید سے اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے سلسلہ میں وہ خدمات لیں جو ایسے پرفتن دور میں اسباب کے درجہ میں تصور میں بھی نہیں آسکتیں۔“ شاپین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ فرماتے ہیں: ”۱۴۰۰ھ میں فقیر نے بحری جہاز سے حج کا سفر کیا، اس زمانہ میں مولانا سعید احمد جلال پوری سعودیہ عرب میں تقسیم کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے خلاف ایک پیٹریبل عربی میں لکھا ہوا دینے کے لئے سی پورٹ پر تشریف لائے، پھر تو پاکستان، برطانیہ، حجاز مقدس، سری لنکا، کئی اسفار میں ساتھ رہا۔“ مفتی حمید اللہ جان (جامعہ اشرفیہ لاہور) لکھتے ہیں: ”موصوف ابتدا ہی سے ختم نبوت کے فدائی اور شیدائی تھے مگر مجاہد

ملت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی شہادت کے بعد تو کفن بردوش ہو کر میدان عمل میں اترے۔ زندگی کے آخری حصہ میں منکر ختم نبوت یوسف کذاب کے جانشین زید زمان حامد کے مقابلہ میں جام شہادت نوش کیا۔“ حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان تحریر کرتے ہیں: ”مرزائیت اور قادیانیت جو امت محمدیہ کے خلاف انگریزی اور مغربی عالمی زنادقہ اور ملاحدہ کی ریشہ دوانیوں کی ایک باقاعدہ تحریک ہے، انہیں ہر موقع اور ہر میدان میں چاروں شانے چت لٹانا مولانا جلال پوری نے اپنے اکابر و اسلاف سے خوب سیکھا تھا اور اس میں وہ بہت ساروں سے چند قدم آگے ہی تھے۔“ مولانا قاری فیض اللہ چترالی کہتے ہیں: ”حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے جن محاذوں پر کام کیا، ان میں ناموس رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ کا محاذ سب سے اہم محاذ تھا۔ حضرت مفتی سعید احمد جلال پوری نے اس محاذ کو بھی خوب سنبھالا، اپنے حضرت کی نیابت میں عالمی

مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوئے۔ اس جماعت کی ہر وقت، ہر طرح اور ہر موقع پر سرپرستی کی۔..... حضرت مفتی سعید احمد جلال پوری کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا جو تعلق اور آپ میں دینی غیرت و حمیت کا جو جذبہ تھا، اسی کا نتیجہ تھا کہ جو بھی فتنہ سراٹھاتا یا کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر حملہ کرتا یا دین اسلام میں نئی نئی باتیں پیدا کرتا، اسلام کی متفقہ تعبیرات کو اپنے من گھڑت نئے معنی و مفہوم کا لبادہ پہناتا تو حضرت اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتے اور اس کے زہریلے اثرات سے امت کو بچانے کی بھرپور کوشش فرماتے۔ اس وقت آپ کا قلم باطل کے خلاف برہنہ شمشیر بن جاتا، مگر اس کے ساتھ کبھی آپ نے اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور ہمیشہ دلیل کے ساتھ بات کی اور الحمد للہ! آپ کی تحریروں سے بہت سے لوگوں کی اصلاح ہوئی اور بہت سوں نے اپنے باطل اور غلط نظریات سے توبہ کی۔“ مجلس احرار اسلام کے امیر

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، شکار پور

لاڑکانہ (مولانا ظفر اللہ سندھی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام گزشتہ ماہ جامع مسجد اشرفیہ شکار پور میں زیر سرپرستی مولانا قاری منیب سومر اور زیر صدارت مولانا قاری مجیب الرحمن مدنی، ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مدرسہ اشرفیہ کے طلبا اور اساتذہ کرام نے مولانا قاری منیب سومر کی قیادت میں معزز مہمانوں حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد حسین ناصر، حاجی غلام قادر کبیر، حافظ ظفر اللہ سندھی کا استقبال کیا۔ محمد یوسف سومر اور مولانا قاری عبدالباسط سومر نے خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں مولانا محمد یوسف سومر، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد اویس کونڈہ، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان، مہمان خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے بیانات ہوئے، جس میں کثیر تعداد میں عوام الناس شریک ہوئے۔ اسی طرح مدرسہ عبداللہ بن مسعود روڈ روہ میں زیر سرپرستی حضرت مولانا سائیں عبدالعزیز سومر و امیر جمعیت علماء اسلام تحصیل روڈ روہ، زیر صدارت حضرت مولانا علی محمد زہری، زیر نگرانی حضرت مولانا سائیں الہی بخش حقانی مدیر مدرسہ ہذا تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی حضرت اقدس مولانا خواجہ عزیز احمد، حضرت مولانا سائیں فیض محمد، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا سید آغا محمود، راقم الحروف، مولانا عبید اللہ بروہی کے عقیدہ ختم نبوت، ظہور امام مہدی علیہ الرضوان اور قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر تفصیلی بیانات ہوئے۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کی محنت و کوشش کو قبول فرمائے اور نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

اس تحریر میں حضرت جلال پوری شہیدؒ کی صرف تحفظ ختم نبوت سے متعلق خدمات کا تذکرہ کرنا مقصود تھا، اور وہ بھی دستیاب معلومات اور میسر ذرائع کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ حضرت کی تمام تر خدمات ختم نبوت کے احاطہ کا دعویٰ ہرگز نہیں ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ حضرت کی خدمات ختم نبوت کو قائم کرنے اپنی حد تک ایک لڑی میں پرو دینے کی سعی و کوشش کی ہے، اپنے شیخ و مرشد کی روح کی خدمت میں اس جذبہ کے ساتھ:

”گر قبول افتد زبے عز و شرف“

شہید ساری زندگی اپنے شیخ و مرشد کی حیات کے پیروکار رہے۔ قادیانیت سے برسر پیکار رہے، افکار باطلہ کی آنکھوں میں خار بنے رہے، دنیاوی چوکا چوند سے بیزار رہے اور شہادت کے طلبگار رہے، آخر میں فتنہ زید حامد کو لگام دی اور شہادت کے گھوڑے کے شہسوار بنے، یوں آپ حیات ابدی کے سزاوار ٹھہرے۔ یقیناً زمین و آسمان کا بھی ایسے ہی جاں بازوں پہ اشک بہانے کو جی کرتا ہے اور انہی جیسے شہیدوں کا لہو سحابِ غم بن کر قوموں کی زمین کو سیراب کرتا اور اسے حیات جاودانی بخشتا ہے۔

مولانا سید عطاء الہیمن شاہ بخاری لکھتے ہیں: ”تحفظ ختم نبوت کے میدان میں ایک رجل عظیم ہم سے جدا ہو گیا، ان کا خلا پُر کرنا بہت مشکل ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلا کو پُر کرنے کی پوری کوشش کی، قادیانی فتنہ اور موجودہ دور کے نام نہاد مبلغ اسلام زید حامد کا جس طرح تعاقب کر کے اس فتنہ کے پھیلاؤ میں رکاوٹ پیدا کی اور عوام کو اس کی اصل صورت سے آگاہ کیا، یہ انہی کا خاصہ تھا۔“

مولانا قاری عبدالملک (استاذ دارالعلوم کراچی) تحریر فرماتے ہیں: ”انہوں نے ختم نبوت کے ایک پاساں کی حیثیت سے جہاں دنیا بھر میں قادیانیت کو چپنے چوہائے اور اور فتنہ گوہر شاہی کا تعاقب کیا، وہاں زید زمان یا زید حامد جیسے یوسف کذاب کے چیلوں کے دجل و فریب کو بھی بیچ چوراہے بنکا کیا اور امت کو بروقت متنبہ کر کے اس کے شر سے چوکنہ کر دیا اور اس کی طرف سے دھمکی آمیز کالوں کی پروا کیے بغیر ختم نبوت کے جاں نثار سپاہی کا کردار ادا کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔“

مولانا محمد ازہر (مدیر ماہنامہ الخیر ملتان) رقم طراز ہیں: ”مولانا لدھیانوی اور مولانا جلال پوری میں ایک قدر مشترک یہ بھی تھی کہ دونوں حضرات مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما اور سرفروش مجاہد تھے۔ فتنہ قادیانیت کے تعاقب و استیصال کے لئے دونوں حضرات ہمیشہ سربکف رہے۔ دونوں کی قادیانیوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں پر گہری نظر تھی، اور دونوں حضرات ملک اور بیرون ملک عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر طرح کی قربانی کے لئے ہمہ وقت مستعد رہتے تھے۔“

مولانا حافظ عبدالحمیدؒ کی وفات

حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری زراعتی فارم والے ساہیوال میں پنجابی زبان کے نامور خطیب تھے۔ بانی جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی وفات کے بعد تعزیتی جلسہ ہوا، اس میں حضرت مولانا کا خطاب لا جواب سنا، جس میں انہوں نے حضرت ادہم اور حضرت ابراہیم بن ادہم کا ایک دلچسپ واقعہ سنایا جو آج بھی حافظہ میں محفوظ ہے۔ اللہ پاک نے انہیں تین بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ مولانا عبدالحمیدؒ، مولانا مفتی مقبول احمدؒ، حافظ شفیق احمدؒ، اول الذکر جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل تھے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ تقسیم سے پہلے مختلف مقامات پر تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تقسیم کے بعد اپنے والدین کے ہمراہ ساہیوال میں آن مقیم ہوئے اور جامعہ رشیدیہ کے قریب محمدیہ ہائی اسکول میں استاذ مقرر ہوئے۔ موصوف فارسی اور عربی ادب میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ ثانی الذکر مولانا مفتی مقبول احمدؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے برطانیہ میں مبلغ مقرر ہوئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ جب جامعہ علوم شرعیہ معرض وجود میں آیا۔ حضرت علامہ غلام رسولؒ اس کے مہتمم مقرر ہوئے اور تاحیات مہتمم و صدر مدرس رہے۔ ۱۹۸۷ء میں ان کی وفات کے بعد مولانا حافظ عبدالحمیدؒ مہتمم مقرر ہوئے اور ادارہ کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہو گئے اور تاحیات اس کے مہتمم و منتظم رہے۔ ۶ فروری ۲۰۲۱ء کو ان کا انتقال ہوا۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا ڈاکٹر خالد محمود کی امامت میں ان کی نماز جنازہ جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، قراء، حفاظ اور عوام نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور انہیں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اللہ پاک ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور سینات سے درگزر فرمائیں۔ ان کی وفات کے بعد مولانا مفتی مقبول احمدؒ کے فرزند ارجمند، ہمارے خیر المدارس کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی مولانا طارق مسعود مدظلہ مہتمم مقرر ہوئے۔ اللہ پاک ان اداروں کو دن گئی، رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

الازبعین فی خاتم النبیین

تیسری قسط

تالیف و ترتیب: حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ

آنحضرت ﷺ کی بعثت علامات قیامت میں سے ہے:
حدیث نمبر:- ۱۰

”عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ.“
(بخاری، ج: ۲، ص: ۹۶۳، مسلم، ج: ۲، ص: ۴۰۶)
ترجمہ: ... ”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور قیامت دونوں اس طرح (شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملا کر فرمایا) بھیجے گئے ہیں (جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں)۔“

فائدہ..... محدثین حضرات اس پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ اور قیامت کے درمیان کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا۔ قیامت کا آپ ﷺ کے ساتھ ملی ہوئی آنے سے یہی مراد ہے۔ ایک روایت میں ابوزیل کا طویل خواب اور اس کی تعبیر مذکور ہے۔
مجملہ بہت سے واقعات کے یہ بھی دیکھا کہ ایک ناقہ (اوتنی) ہے جسے آپ ﷺ چلا رہے ہیں تو آپ نے اس کی تعبیر میں ارشاد فرمایا:

”أَمَّا النَّاقَةُ الَّتِي رَأَيْتَهَا وَرَأَيْتَنِي أَبْعَثُهَا فِيهِ السَّاعَةُ عَلَيْنَا تَقُومُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي.“

ترجمہ: ... ”وہ ناقہ جس کو تم نے دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس کو چلا رہا ہوں، وہ

قیامت ہے۔ جو ہم پر قائم ہوگی۔ نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔“

نیز علامہ سندھی نے نسائی شریف کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ: ”تشبیہ دونوں کے درمیان اتصال میں ہے، یعنی جس طرح ان دونوں انگلیوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں، اسی طرح آنحضرت ﷺ اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔“ (نسائی شریف، ج: ۱، ص: ۲۳۴)

حدیث مذکور سے بوضاحت معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ اور قیامت کے ملے ہوئے آنے کا یہی معنی ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی دوسری امت۔
آنحضرت ﷺ کے اسماء مبارکہ:
حدیث نمبر:- ۱۱

”عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لِي أَسْمَاءَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ.“

(ترمذی، ج: ۲، ص: ۱۱۱، باب اسماء النبی ﷺ)

ترجمہ: ... ”حضرت جبیر بن مطعمؓ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے کئی نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماجی (مٹانے والا) ہوں۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں جس کے بعد قیامت میں اور لوگوں کا حشر ہوگا اور میں عاقب ہوں۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

فائدہ:- حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ہر نام آپ کی کسی نہ کسی صفت کا جلوہ گاہ ہے۔ صرف ایک نام نہیں، جس سے مقصد کسی ذات کا تعارف ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے اسماء بہت ہیں اور عرب میں اسماء، کنیتوں اور القاب کے تعدد کا کچھ دستور بھی تھا۔ مگر یاد رہے کہ یہ سب نام حقائق و اسرار کا ایک مجموعہ ہیں۔ اگر محبت کی نظر سے دیکھیں گے تو آپ ﷺ کے کمالات چھتے نظر آئیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اسماء کی حقیقت آپ ﷺ نے اسی حدیث میں بیان فرمادی ہے، مثلاً میں ماجی ہوں، ماجی کا معنی مٹانے والا، چونکہ میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دیں گے، اس لئے میرا نام ماجی ہے اور میں حاشر ہوں، حاشر کا معنی جمع کرنے والا، چونکہ میرے بعد ہی قیامت آجائے گی اور حشر برپا ہو جائے گا اور کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ ہوگا۔ اس لئے میں حاشر ہوں، یہی

حاصل ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کے کلام کا جو انہوں نے فتح الباری، ج: ۶، ص: ۲۰۶ میں کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میں عاقب ہوں، عاقب اسے کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو۔ چونکہ میرے بعد بھی کوئی نبی نہیں۔ اس لئے میرا نام عاقب ہے۔ اسی طرح دوسرے اسماء مبارکہ کو سمجھنا چاہیے کہ ہر اسم مبارکہ پر از اسرار و حقیقت ہے۔ خلاصہ یہ کہ حدیث مذکور بھی ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کی خبر دے رہی ہے اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کو واضح طور پر بیان کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائیں:

بارِ خاطر ہو تو قرآن و حدیث کا ارشاد بُرا دل کو بھا جائے تو مرزا کی خرافات اچھی آپ ﷺ نبوت سے اس وقت سرفراز تھے جبکہ آدم میں نَفخ روح بھی نہ ہوا تھا: حدیث نمبر: ۱۲-

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكَ النَّبُوءَةُ قَالَ وَادَّمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ.“

(ترمذی، ج: ۲، ص: ۲۰۲)

ترجمہ: ... ”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو نبوت کب دی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کہ آدم علیہ السلام ابھی روح و جسم کے درمیان تھے۔ (یعنی ان میں روح نہیں چھوکی گئی تھی)۔“

فائدہ:- اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱:..... آپ ﷺ کا عالم ارواح میں

نبوت سے حقیقتاً سرفراز ہونا۔ جس کی صراحت قرآن پاک کی اس آیت میں بھی ہے، جس سے انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد و میثاق لینے کا تذکرہ ہے۔

۲..... جس طرح صفت وجود میں آپ ﷺ کی ذات سب سے مقدم تھی، اسی طرح صفت نبوت میں بھی آپ ﷺ کا سب سے مقدم ہونا۔

۳..... قدرت کی طرف سے کمال کے افاضہ کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ۱:- کبھی وہ عالم وجود میں آنے کے بعد کمال کا افاضہ کرتی ہے۔

۲:- اور کبھی وجود سے پہلے عالم ارواح ہی میں اس کمال سے نواز دیتی ہے۔ دونوں صورتوں

میں اس کمال کا علم اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو یکساں ہوتا ہے۔ البتہ مخلوق کو پہلی صورت کا علم اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب کہ وہ کمال اس کے مشاہدہ میں آجائے اور دوسرے کمال کے علم کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ منجر

صادق (ﷺ) اس کی خبر دے۔ یہاں آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے ہمیں اس بات کا علم ہو گیا کہ کمال نبوت آپ ﷺ کو اس وقت

حاصل ہو چکا تھا، جبکہ حضرت آدم علیہ السلام انسانی صورت پر استوار بھی نہ ہونے پائے تھے اور اسی وقت انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ کے لئے ایمان و نصرت کا عہد بھی لے لیا گیا تھا، تا کہ معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ کی رسالت عامہ ان کو بھی شامل ہے۔ اس لحاظ سے سب سے پہلے نبی

آپ ﷺ ہوئے، مگر چونکہ جسدِ غضری کے لحاظ سے آپ ﷺ کا ظہور انبیاء میں سے سب سے آخر میں ہوا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ آخر الانبیاء بھی کہلائے، لیکن اس معنی سے نہیں کہ

آپ ﷺ کو نبوت سب سے آخر میں ملی ہے، بلکہ اس معنی سے کہ آپ ﷺ کا ظہور سب کے آخر میں ہوا ہے۔ ورنہ منصب نبوت کے لحاظ سے آپ ﷺ کی ولادت سے قبل اور ولادت کے بعد چالیس سال کی عمر سے پہلے اور اس کے بعد کے زمانہ میں کوئی فرق نہیں۔ حاصل یہ کہ یہ حدیث بھی آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کو واضح کر رہی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی مسجد انبیاء علیہم السلام کی مساجد میں آخری مسجد ہے:

حدیث نمبر: ۱۳-

”عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ أَنَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي خَاتَمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ.“

(کنز العمال، ج: ۱۲، ص: ۲۷۰)

ترجمہ: ... ”حضرت عائشہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں انبیاء کرام علیہم السلام میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کرام علیہم السلام کی مسجدوں میں آخری مسجد ہے۔“

فائدہ:- اس حدیث سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں سے دنیا میں مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اب آئندہ چونکہ کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لئے کوئی نئی مسجد بھی کسی رسول کے نام سے تعمیر نہ ہوگی۔ بلکہ یہ مسجد نبوی ہی انبیاء کرام علیہم السلام کی مسجدوں میں آخری مسجد رہے گی۔ الحمد للہ! آج بھی مسجد نبوی پورے عالم کو واضح طور پر مسئلہ ختم نبوت سمجھا رہی ہے۔ زہے مقدر.....! (جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

دینی و دنیاوی مسائل کے دینی حل کے لئے افتاء کا شعبہ بھی قائم ہے۔ مہتمم جامعہ کی دعوت پر ۳۰ جنوری ۲۰۲۱ء کو حاضری ہوئی۔

جامعہ محمدیہ پرووا کا سنگ بنیاد: ۱۹۹۹ء میں دارالعلوم کبیر والا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالقادر نے رکھا۔ مشکوٰۃ شریف تک تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ مولانا محمد عمر مدظلہ کی سرپرستی میں ادارہ ترقی کے منازل طے کر رہا ہے، مسجد کا سنگ بنیاد مناظر اسلام حضرت علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ نے ۱۵ سال پہلے رکھا، آج ۳۰ جنوری ۲۰۲۱ء ساڑھے نو بجے طلبا اور اساتذہ کرام سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب کیا۔ جامعہ میں دو سولہ طلبا زیر تعلیم ہیں۔

جامعہ نعمانیہ صالحیہ کی بنیاد: اٹھارویں صدی کی ابتداء میں قطب الارشاد مولانا محمد صالحؒ نے رکھی باضابطہ بنیاد شیخ العرب والجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے ۱۹۴۲ء میں رکھی۔ تلمیذ مدنیؒ حضرت مولانا علاؤ الدین فاضل دیوبند جامعہ کے تاحیات مہتمم رہے۔ اس وقت جامعہ میں ۶۰۰ کے لگ بھگ طلبا زیر تعلیم ہیں جو ۱۳۰ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تعلیم و تربیت کے مراحل طے کر رہے ہیں۔ دورہ حدیث شریف تک تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ سابق مہتمم مولانا علاؤ الدینؒ ایک عرصہ تک مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔ ادارہ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواسیؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ

میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یونٹ ۲۰۱۳ء میں قائم ہوا۔ یہ یونٹ تحصیل سطح پر ہر سال کانفرنس کرتا ہے اور ہر سال آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں چار پانچ بسوں پر مشتمل قافلہ شریک ہوتا ہے۔

موصوف کا ایک بیٹا مولوی محمد عثمان عبدالحسب شاہ چناب نگر جامعہ ختم نبوت میں زیر تعلیم ہے۔ مولانا اللہ بخش شاہ مدظلہ نے جامع مسجد گشگوری میں ۲۹ جنوری کو مغرب سے عشاء تک کانفرنس کا انعقاد کیا، جس میں ضلعی مبلغ مولانا حمزہ لقمان سلمہ اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے جلسہ میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔

دارالعلوم ماڑھا میں: جامعہ کا سنگ بنیاد علاقہ کے معروف عالم دین مولانا محمد عمر مدظلہ مدیر جامعہ محمدیہ پرووا نے رکھا۔ مدرسہ کی بنیاد ۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ کو رکھی گئی۔ مولانا مجیب الرحمن مدظلہ مہتمم مقرر ہوئے موصوف حضرت مولانا محمد سرور شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کے مسٹر شدرین میں سے ہیں۔ مدرسہ میں ۱۱ اساتذہ کرام درجہ کتب اور ۲ قرآن کریم، قرآ کریم کی سرپرستی و نگرانی میں ایک سو پانچ طلبا مقامی و مسافر تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ تصنیف و تالیف کا شعبہ بھی قائم ہے۔ نیز اہل علاقہ کے

تین روز ڈیرہ اسماعیل خان میں: ڈیرہ اسماعیل خان مجلس کے مبلغ مولانا حمزہ لقمان سلمہ ہیں۔ آپ کی دعوت پر تین روز کے لئے ڈیرہ میں آنا ہوا۔ پروگراموں کا آغاز گشگوری سے کیا۔

گشگوری عثمان آباد: میں چند گھر سادات برادری کے آباد ہیں۔ جن کے آباؤ اجداد بخارا سے ہجرت کر کے گلابچی ڈیرہ اسماعیل خان میں آباد ہوئے، وہاں سے ہجرت کر کے گشگوری تحصیل پرووا ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ڈیرہ لگایا۔ ان کے آباؤ اجداد میں ایک نام پیر کرم شاہ بخاریؒ کا ہے، جنہوں نے ایک جگہ پر سوالا کھ ختم قرآن کیا اور لاکھوں ختم قرآن کے نام سے مشہور ہوئے۔ آج ان کا مزار گلابچی میں مرجع عوام و خواص ہے۔ پیر کرم شاہ بخاریؒ کے خاندان کا ایک فرد پیر خادم حسین شاہ نقل مکانی کر کے گشگوری میں آباد ہوا۔ ان کے بیٹوں میں سید حسین بخش شاہ گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کو حافظ قرآن بنایا، بڑے بیٹے حافظ غلام اکبر شاہ بخاریؒ نے ۱۹۶۴ء میں گشگوری میں مقامی بچوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ بنایا۔ حافظ غلام اکبرؒ کے چھ بیٹے ہیں جو سارے کے سارے حافظ قرآن ہیں۔ ایک بیٹا مولانا حافظ اللہ بخش مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل پرووا کے ناظم اعلیٰ اور متحرک عالم دین ہیں۔ تحصیل پرووا

اسماعیل خان: ۳۱ جنوری ۲۰۲۱ء بروز اتوار کو گنڈی عاشق میں سالانہ تحفظ ختم نبوت جلسہ مولانا نعمت اللہ اور ان کے رفقاء کی محنت سے بھرپور جلسہ ہوا، جس میں صدارت امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ اسماعیل خان مولانا قاری محمد طارق نے فرمائی۔ تلاوت کلام پاک قاری احسان اللہ احسان نے کی اور مقررین میں مولانا محمد حمزہ لقمان، مولانا حبیب اللہ علی پوری، مولانا عطاء الرحمن تھے اور خصوصی بیان مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، شہباز ختم نبوت استاذ المناظرین حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ کا تھا۔ مجمع کافی تعداد میں تھا، ماشاء اللہ! حضرت کے بیان کو بڑی توجہ اور دلجمعی سے سنا گیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی اور مرزائیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا عزم کیا، آخر میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(ابو محمد احسان اللہ احسان)

مشمتمل ہے۔ ادارہ کے بانی قاری شاہ نواز صدیقی کی استدعا پر مولانا قاری محمد طارق مدظلہ کی قیادت میں مولانا قاری احسان اللہ احسان، مولانا حمزہ لقمان اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حاضری دی اور مدرسہ کی ترقی کے لئے دعا کی۔ مدرسہ کا افتتاح ۲۰۱۷ء میں ہوا۔ حضرت مولانا مفتی پیر شہاب الدین موسیٰ زئی شریف نے افتتاح کیا۔

جامعہ ابی ابن کعب میں بیان: جامعہ کی بنیاد حضرت مولانا علاؤ الدین نے ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۸ء کو رکھی۔ جامعہ میں درجہ رابعہ تک بنین میں حفظ و ناظرہ کے ساتھ دراسات دینیہ کے شعبہ جات کام کر رہے ہیں، جامعہ میں تجوید و قرأت خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ جامعہ کے مہتمم مولانا قاری احسان اللہ احسان مدظلہ ہیں، جو مجلس کے زعماء میں سے ہیں۔ جامعہ میں ۳۱ جنوری ۲۰۲۱ء اور یکم فروری کو صبح کی نماز کے بعد درس اور دورات قیام کی سعادت نصیب ہوئی۔

تحفظ ختم نبوت جلسہ گنڈی عاشق ڈیرہ

سمیت سینکڑوں جید علماء کرام تشریف لاتے رہے۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود جب شہر تشریف لاتے تو اکثر جامعہ میں قیام فرماتے۔ ۳۰ جنوری ۲۰۲۱ء بجے صبح طلباء اور اساتذہ کرام سے ”عقیدہ ختم نبوت کے لئے علماء کرام کی ذمہ داری“ کے عنوان پر بیان کیا، اللہ پاک اس عظیم ادارہ کی حفاظت فرمائیں۔ حضرت شیخ الحدیث کی اولاد کو آپس میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ ادارہ کی خدمت اور حفاظت کی توفیق نصیب فرمائیں۔ پچھلے دنوں حضرت الشیخ کے ایک فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد عرفان کا انتقال ہوا تو مقامی امیر مولانا قاری محمد طارق، قاری احسان اللہ احسان، مولانا حمزہ لقمان کی معیت میں حاضری اور تعزیت کا اظہار کیا۔ راقم نے مفتی صاحب کی مغفرت اور مفتی صاحب کے بھائیوں نے عزیزم مولانا ابوبکر صدیق کی مغفرت کی دعا کی۔ مولانا وحید الدین اور مولانا اشرف علی سے تعزیت کی۔

شور کوٹ میں ختم نبوت کانفرنس: ڈیرہ اسماعیل خان کے مضافات شور کوٹ میں مجلس کا یونٹ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود کے نام سے کام کر رہا ہے۔ اس یونٹ کے زیر اہتمام ۳۰ جنوری ۲۰۲۱ء عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا قاری محمد طارق مدظلہ نے کی۔ قاری احسان اللہ احسان مہمان خصوصی تھے۔ تلاوت و نعت کے بعد ڈیرہ کے مبلغ مولانا حمزہ لقمان اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سامعین کے نعروں کی گونج میں ختم نبوت کا ذکر کے تحفظ کی یقین دہانی کی۔ اس یونٹ کے ذمہ دار مولانا مفتی عصمت اللہ ہیں۔

دارالعلوم صدیقیہ میں: جو دو کنال زمین پر

چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پر دو پروانے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضا اور خوشنودی) کے لئے چالیس دن تک جماعت کے ساتھ اس طرح نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ کو پائے تو اس کے لئے دو پروانے لکھ دیئے جاتے ہیں: ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا اور دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔“

(مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث: ۱۴۴)

قاری عبدالرحمنؒ کھر وڑپکا کی وفات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مرحوم کا تعاون بھی حاصل رہتا۔ وفات سے چند سال پہلے کھر وڑپکا کی تقریباً بیس مساجد میں درس کا سلسلہ شروع کیا، جس کا عوام و خواص کو بھرپور فائدہ ہوا اور لوگ انتظار میں رہتے۔

مرحوم کی ایک بیٹی کراچی میں رہتی ہیں، تقریباً ایک ماہ اپنی بیٹی کے ہاں رہے۔ واپسی پر اچانک طبیعت خراب ہوئی۔ سانس لینے میں دقت محسوس کی۔ بہاولپور میں ابتدائی ٹریٹ مینٹ ہوئی، آکسیجن لگائی گئی تو فرمانے لگے کہ مجھے گھر لے چلو تو ان کے فرزند ارجمند انہیں کھر وڑپکا لے آئے۔ گھر جانے کے بجائے ہسپتال میں لے گئے، آکسیجن لگائی گئی، آکسیجن کے دوران آیہ الکرسی کا ورد شروع کر دیا۔ ڈاکٹروں نے انہیں خاموش رہنے کی تلقین کی تاکہ ای سی جی کی جاسکے۔ بائیں ہمہ ”اللہ لا الہ الا هو الحی القيوم“ کا ورد کرتے ہوئے ۶، ۷ فروری کی درمیانی رات کو تقریباً تین بجے روح نفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اگلے روز ۷ فروری ۲۰۲۱ء کو خانقاہ سراجیہ کنڈیاں شریف کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کی اقتداء میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور انہیں مدرسہ حفظ القرآن میں والدین کے درمیان سپرد خاک کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور مولانا وسیم اسلم سلمہ نے کی۔ پسماندگان میں دو بیٹے، تین بیٹیاں اور بیوہ سوگوار چھوڑے، مرحوم کے چھوٹے بھائی مولانا قاری عبدالرحیم لاہور میں قرطبہ چوک میں جامع مسجد قرطبہ کے خطیب ہیں اور ذی استعداد عالم دین ہیں، اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

طحاوی شریف اور دیگر کتب پڑھیں۔

راقم اس سال خیر المدارس میں جلالین والے سال میں زیر تعلیم تھا، قرأت میں سب سے پیش قدمی کے مستند قاری تھے، مولانا قاری عبدالرحمن ڈیوٹی سے قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی طرف سے دی گئی سند میں لکھا گیا: ”ہو عندنا صالح ذو استعداد نام بقدر علی التدریس والتعلیم“ فراغت کے بعد والد محترم کے بنائے ہوئے مدرسہ حفظ القرآن کا نظم سنبھالا۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے تعلق تھا۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم سے وابہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے عظیم الشان مشن کو ایمان سمجھتے۔ راقم کے ساتھ کھر وڑپکا کے علاقہ میں کئی ایک پروگراموں میں شریک ہوئے اور ختم نبوت کے عنوان پر شاندار خطاب بھی فرمایا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت تعلیم اور خیر المدارس کا دور تھا۔ اس میں تو بھرپور حصہ نہ لے سکے، لیکن ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں حصہ لیا اور گرفتاری بھی ہوئی۔

۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ راقم ان دنوں بہاولپور میں مبلغ تھا، ضلع لودھراں میں کوئی مستقل مبلغ نہ تھا اور نہ اب ہے۔ راقم لودھراں، کھر وڑپکا، دنیا پور کو بھی اپنا حلقہ سمجھتا تھا۔ وقتاً فوقتاً کھر وڑپکا حاضری ہوتی رہتی اور

مولانا قاری عبدالرحمن نے ۱۹۵۲ء میں مولانا قاری امیر الدین پانی پتی کے گھر آنکھ کھولی۔ مولانا قاری امیر الدین، امام القراء حضرت قاری فتح محمد پانی پتی کے ساتھی تھے۔ دونوں نے قرأت مولانا قاری محی الاسلام مدفون اوکاڑا سے پڑھی۔ حضرت قاری صاحب نے اپنا نسخہ جس پر سب سے پیش قدمی ہوئی تھیں۔ قاری امیر الدین کو دیا، ان کے فرزند ان گرامی میں قاری عبدالرحمن بڑے تھے۔ قاری عبدالرحمن مرحوم نے جامعہ مخزن العلوم خان پور میں حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواسٹی، حضرت مولانا واحد بخش، حضرت مولانا شفیق الرحمن درخواسٹی سے علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کی، جبکہ دورہ حدیث شریف جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے کیا۔ امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر، مفسر القرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی اور دیگر اساتذہ کرام سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی۔ طب اپنے سر مولانا مفتی عبدالحمید سیتا پوری سے پڑھی جو جامعہ مدنیہ لاہور میں استاذ تھے۔ دوسری مرتبہ دورہ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے ۱۹۷۴ء میں کیا۔ ماہر علوم نقلیہ و عقلیہ حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالستار، مولانا عتیق الرحمن، حضرت مولانا شیخ نذیر احمد، حضرت مولانا محمد صدیق، حضرت مولانا منظور احمد سے صحاح ستہ اور موطنین،

قدیم کمالیہ کی عظیم سوغات روایت اور جدت کا حسین امتزاج

رحیمی آل انڈیا سنٹر

علماء اہل اکیڈمی خصوصی کمائیت

گھر بیٹھے کلرینڈ کچے اور س آڈو بچے
دوسرے دن رحیمی کھلا آپ کی دہلیز پر

شہزادوں کا پہناؤ اب آپ کی پہنچ میں

پاکستانی پہچان
پاکستان براؤڈ

کمالیہ

رحیمی کھلا

کھد کی تمام دماغی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے

فری

ہوے ڈیلیوری

نعمان رحیمی 0304-7259644

کھلا
رحیمی

پاکستانی پہچان
پاکستان براؤڈ

خریدا ہوا مال قابل واپسی ہوگا
اور اپنی کا خرچ بھی اگلے کے ذمہ ہوگا

گل پوش براؤڈ کی مکمل دماغی ہول سیل ورٹیٹیل ریٹ پر دستیاب ہے

نوٹ - ہالکی ورائٹی آن لائن میں دستیاب نہیں ہے